فاتح نیپال گنج

مؤلف

مفتی محمد عبدالسلام امجدی برکاتی

مجمع البرکات اکیڈمی

خانقاہ برکات لہنہ شریف نیپال

فاتح نیپال گنج

مؤلف

مفتی عبدالسلام برکاتی

باہتمام

مجمع البرکات اکیڈمی

خانقاہ برکات، لہنہ شریف ۲۵، نیپال

نوٹ:فہرست مشمولات کتاب کے اخیر میں ملاحظہ کریں

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب کا نام : فاتح نیپال گنج

مؤلف : مفتی عبدالسلام برکاتی

تصحیح : الحاج احمد حسین برکاتی خلیفہ حضور شیر نیپال

سن اشاعت : ۲۰۲۳ء/ ۱۴۴۵ھ

ناشر : مجمع البرکات اکیڈمی خانقاہ برکات، لہنہ شریف ۲۵، نیپال

صفحات : ۴۰

تعداد : ۵۰۰

تاثرات

۹۲/۷۸۶/۹۲

فاتح نیپال گنج حضرت مولانا الحاج عبدالجبار منظری برکاتی سابق چیئرمین مرکزی حج کمیٹی کاٹھمنڈو نیپال ایک عالم دین فاضل جلیل ہونے کے ساتھ صاحب کمال، روشن خیال، متحرک وفعال سیاسی رہنما بھی ہیں۔آپ کا دائرۂ کار ملک گیر پیمانہ پر محیط ہے۔آپ کے مساعی جمیلہ پر نظر ڈالنے سے روز روشن کی طرح روشن ومنور ہوجاتا ہے کہ آپ ایک زندہ دل، بیدار مغز، بالغ نظر، دوراندیش، نباض، حاضر جواب مناظر، صاحب کردار مجاہد، محب وملنسار، متحمل وبردبار قوم مسلم کے لئے عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والے دینی وسیاسی قاعد ورہنما بھی ہیں اور بزرگوں کی عظمت کا پاسدار، ملت اسلامیہ کے لئے سرمایۂ افتخار، مسلک اعلیٰ حضرت کا علمبردار بھی۔اگر چہ آپ نے یہاں سے بہت دور بسا لیا ہے گھر بار، پھر بھی آپ کے دینی مذہبی، ملی، اصلاحی خدمات سے آج بھی دور دور تک علاقہ مشکبار، دینی محافل ہو یا مناظرہ کا میدان، قومی پروگرام ہو یا ملکی تقریبات سب میں آپ کا خطاب نایاب برق بار، دانشوروں قوم وملت آپ کی کارکردگی کا تہہ دل سے شکر گزار، اگر کسی کور باطن شپّرہ چشم کو نہ ہو دیدار تو اس کا کیا اعتبار۔رب کریم بطفیل روف ورحیم آپ کے بے لوث خدمات جلیلہ عظیمہ کو شرف قبول بخشے، اور آپ کو اجر جزیل سے سرفراز فرمائے، صحت وسلامتی کے ساتھ حیات مستعار میں اضافہ کرے اور مزید خدمات کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

زیر نظر رسالہ ''فاتح نیپال گنج'' دیکھ کر مسرت ہوئی اور مؤلف رسالہ کے لئے بے ساختہ دل سے دعا نکلی:

تم سلامت رہو برس ہزار
ہر برس کے ہوں دن ہزار

از قلم: احمد حسین البرکاتی حوفظ عن المعاصی، المقیم بخانقاہ برکات، لہنہ شریف۔۲۵ دھنوشا (نیپال) ۱۵/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ م ۳/اگست ۲۰۲۳ء

ملک نیپال ایک کثیر نسلی ،قومی ،لسانی اور مذہبی ملک ہے۔ یہ ملک پہلے بادشاہوں کے زیر حکومت ہوا کرتا تھا،مگر ۲۸؍مئی ۲۰۰۶ء سے یہ ایک جمہوری ملک ہو گیا۔

اس ملک نیپال کا ایک بہت ہی مشہور شہر نیپال گنج ہے جسے فی الحال اُپ مہانگر پالیکا بھی بنا دیا گیا ہے۔ یہ شہر گھوراہی سے ۱۵۳؍کلومیٹر کی دوری پر جنوب،مغرب میں کوہل پور سے ۱۶؍کلومیٹر پر جنوب میں اور ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع بہرائچ میں سرحد پر واقع روپیڈیہہ سے شمال کی جانب تقریباً چھ کلومیٹر کی دوری پر ضلع بانکے میں واقع ہے۔

شہر نیپال گنج مسلم اکثریتی علاقہ مانا جاتا ہے جہاں مختلف مذاہب اور مختلف فرقے کے لوگ آباد ہیں۔ اس شہر کی ایک تاریخی مسجد ہے جسے لوگ جامع مسجد کے نام سے جانتے ہیں یہ مسجد اس علاقے کی مرکزی حیثیت رکھتی ہے جو کبھی غیروں کے قبضے میں تھی مگر اسی شہر نیپال گنج کی ایک عظیم شخصیت مجاہد سنیت ،محافظ مسلک اعلیٰ حضرت ،فخر نیپال ،فاتح نیپال گنج حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب کی بڑی عظیم قربانی اور حکمت عملی و تدبر سے یہ مرکزی جامع مسجد اہلسنت و جماعت کے قبضے میں آ گئی اور آج بھی وہ سنیوں ہی کے قبضے میں ہے۔ اور رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

زیر نظر مقالہ جسے فاضل مؤلف حضرت مولانا مفتی ابو العطر عبد السلام امجدی صاحب نے بڑی عرق ریزی اور پوری بیدار مغزی کے ساتھ تیار کیا ہے۔ یہ مقالہ ہمارے ممدوح و موصوف حضرت مولانا عبد الجبار منظری صاحب دام ظلہ العالی کی بہت ہی مختصر سوانح حیات ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس بطل جلیل اور مجاہد سنیت کی زندگی کے دستاویز تیار ہو سکتا ہے۔ تاہم قابل صد شکر اور مبارک باد ہیں محب مکرم حضرت مولانا مفتی ابو العصر عبد السلام امجدی صاحب کہ انہوں نے حضرت کی زندگی کے مختصر حالات کو قلم بند کر کے پوری قوم کی طرف سے یہ فریضہ انجام دیا ہے۔ اور امید ہے کہ آئندہ کوئی صاحب قلم اٹھے گا اور اسی کی روشنی میں حضرت کی تمام تر خدمات کو تفصیل کے ساتھ لکھ کر قوم و ملت کے اس عظیم سرمایے کو محفوظ کر لے گا۔

محمد کہف الوریٰ مصباحی، فاؤنڈر و ڈائریکٹر الحفصہ گرلس اسکول، ڈڈوا
نمبر ۲ ،جعفر پورہ، بانکے، نیپال، ۲۵ ذی القعدہ، ۱۴۴۴ھ

حیات وخدمات فاتح نیپال گنج مولانا عبدالجبار منظری صاحب

حضرت مولانا عبدالجبار منظری صاحب ملک نیپال کے ایک ایسے سپوت کا نام ہے جس نے ملک نیپال میں مسلمانوں کو ایک الگ پہچان دلائی،جس نے اپنے کارناموں کی بناء پر حکومت نیپال کی نظر میں ایسا مقام حاصل کیا جو شاید علمائے اہل سنت نیپال میں کسی کو ملا ہو،جس نے اپنے سیاسی اثر ورسوخ کا استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی اور سنی مسلمانوں کی آواز بن کر ایوان سیاست میں بلند ہوتے رہے اور مسلمانوں کے مسائل کی نمائندگی کرتے رہے۔آپ خلفائے حضور شیر نیپال میں نمایاں خدمات وصفات کے حامل ہیں۔بارگاہ شیر نیپال میں بڑی قبولیت ومحبوبیت کے درجہ پر فائز تھے۔

آپ کی ذات پر حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو فخر وناز تھا،آپ کے مجاہدانہ کردار وخدمات سے کافی مسرور تھے۔حضور شیر نیپال نے آپ کو ملک نیپال میں اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ وتشہیر کے لئے انتخاب فرمایا اور بطور خاص آپ کی تربیت فرما کر ملک کے مختلف اضلاع ومقامات پر روانہ فرمایا پھر جب آپ تجربہ کار مدرس،کامیاب مبلغ،باکمال خطیب اور تمام محاذ کو بخوبی سر کر لینے کی صلاحیتوں کے حامل ہو گئے تو نیپال گنج واطراف کی پرخار وادیوں کو اسلام وسنیت کے سبزہ زاروں سے لہلہانے کے لئے ایک عظیم مشن پر روانہ فرمایا۔حضور شیر نیپال نے ہمیشہ آپ کی ہمتوں کو سراہا،آپ کے جذبات دینیہ کی قدر کی،حوصلوں کا احترام کیا،مشکلات پر صبر واستقامت کی تلقین کی،اپنی دعائے نیم شبی میں یاد رکھا اور منزل کی طرف تیز گامی کے ساتھ بڑھتے رہنے پر ابھارا اور پھر جو خدمات وکارہائے نمایاں آپ نے انجام دیئے جگ ظاہر ہیں۔منظری صاحب کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ سے حد درجہ عشق تھا،آپ سے محبت وعقیدت کی کیفیت نہ پوچھئے،تن من دھن سب کچھ آپ پر قربان،آپ کے

مشن کو انجام تک پہنچانے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ ،نہایت ہی مخلص اور وفا شعار رہے۔دس سال حضورشیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور میں درس وتدریس کا فریضہ بھی بڑی ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا،درس وتدریس سے فارغ ہونے کے بعد قرب وجوار کے علاقوں کا دورہ کرتے،چھٹی کے ایام میں دھنو شا،مہوتری،سرہااور بہار کے سرحدی علاقوں کا بھی دورہ کرتے تھے،جامعہ کے لئے مالی فنڈ جمع کرتے، دیہی باشندوں کو بچوں کی تعلیم پر ابھارتے اور دینی ملی وتعلیمی مہم کے ذریعہ سچے عالم دین ومبلغ کا کردار نبھاتے۔

حضرت منظری صاحب قبلہ نے ملک نیپال کی تعمیر وترقی میں جوقربانی دی ہے، جو خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔تعلیم کا میدان ہو یا کہ تبلیغ کا میدان،سیاست کا میدان ہو کہ قومی وسماجی فلاح وبہبود کا میدان ہر ایک میں آپ کی کارکردگی بے مثال،لائق مبارک باد،قابل تقلیداور تاریخ ساز خدمات انجام دی ہیں۔مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھائی،میورنڈم حکومت وقت کوسونپی،وزیر تعلیم سے مل کر مدارس کو منظوری دلائی،اپنی سیاسی بصیرت ونظریہ کی چمک سے مسلمانوں کو ملک میں ایک پہچان دلائی اور سیاسی رہنماؤں کے بیچ میں رہ کرمسلمانوں کے لئے آواز بلند کر کے ارباب سیاست کی توجہ مسلمانوں کی طرف مبذول کرائی۔اپنی دوراندیشی اثرورسوخ کا استعمال کر کے کئی علاقوں میں مساجد تعمیر کی اور کئی مسجدوں کو بد مذہبوں کے چنگل سے آزاد کر کے اہل سنت کے حوالے کرائی اور کئی علاقوں سے تو بد مذہبوں کا پتا ہی صاف کر دیا اور مسلک اعلیٰ حضرت جو مسلک اہل سنت بلکہ مذہب اسلام کی سچی تعبیر کا نام ہے،اس کا پرچم لہرایا اور اسلامی تہواروں کے مواقع پر سرکاری تعطیل کے لئے جدو جہد کی، جسے حکومت نے منظور کیا اور ایسے دن میں سرکاری تعطیل کا اعلان ہوا کہ مہینہ ربیع الاول شریف کا تھا،تاریخ دس تھی اور گھر میں اہلیہ کی لاش اور تعزیت کرنے والوں کا ہجو۔

ان چار اشارتی سطور کے بعد یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ ابنائے نیپال میں آپ کی شخصیت ایسی ہے جس پر ملک نیپال کو بھی ناز وفخر ہونا چاہیے اور ایسی باوزن شخصیت کی سنہری خدمات وکردار تاریخ کے صفحات پر ثبت کر کے مورخ کو مورخ ہونے کا حق ادا کرنا چاہیے۔اس کے باوجود کوئی شخص نیپال کی تاریخ جس جہت سے بھی لکھے اور آپ کا تذکرہ نہ کرے تو قوم یہی کہے گی کہ لکھنے والا نے تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں کیا یا اپنی محدود فکری کا ثبوت دیا ہے یا عصبیت کا شکار ہے، نیز قوم بھی اور آنے والی نسلیں بھی ایسے تاریخ نویس پر انگشت نمائی کریں گی کیوں جس طرح ارباب سیاست کے لئے آپ کا چہرہ نیا نہیں ،اسی طرح ارباب علم وفن اور نیپال کے مصنفین ومرتبین اور قلم کاروں کے لئے آپ غیر متعارف نہیں۔پچہتر سے زیادہ کی عمر ہے،فراغت کے ابتدائی دس سال جنک پور اور مضافات میں تدریس وتبلیغ میں گزارے پھر نیپال گنج میں برسوں گزار دیئے ، حج کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے ،کئی اداروں نے ایوارڈ دیئے پھر بھی کہنا کہ نہیں جانتے ہیں یا اس زمرے سے آپ باہر ہیں جو زمرہ تاریخ کی کتابوں کے لئے تیار کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فکر صالح اور انصاف خلاف ہے۔

پیدائش: آپ کی ولادت نیپالی قومی شناختی کارڈ (ناگرتا) کے مطابق ۲۰ر گتے جٹھ ۲۰۰۷ء بکرمی مطابق ۲رجون ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔

جائے ولادت: دھبولی،جلیشور نگر پالیکا ضلع مہوتری نیپال۔

نام ونسب: عبدالجبار صافی منظری بن محمد اسماعیل صافی بن محمد امیر صافی

القاب: بزرگوں نے آپ کو جن متعدد اعلیٰ خطاب والقاب سے یاد کیا اور نوازا ہے ذیل میں مذکور ہیں ملاحظہ کریں:

○ فاتح نیپال گنج: مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ نے۔

○ مجاہد اہلسنت: مفتی اعظم کانپور مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ۔

○ مجاہد اسلام: مفتی اعظم نانپارہ حضرت مفتی رجب علی علیہ الرحمہ۔

○ غازی اہل سنت: جانشین حضور محدث اعظم شیخ الاسلام حضرت سید مدنی میاں کچھوچھوی دامتبرکاتہم القدسیہ۔

○ فخر نیپال: علی پٹی میں جو پہلا جلسہ ہوا تھا، اس سے چند ماہ قبل سرزمین آرہ پر ایک جلسہ ہوا تھا جس میں بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ بھی تشریف فرما تھے، اسی جلسہ میں حضور بحر العلوم علیہ الرحمہ نے آپ کو فخر نیپال کے خطاب سے نوازا۔

○ نائب شیر نیپال: حضرت علامہ سید شاہ اصغر میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ صمدیہ پھپھوند شریف ضلع اٹاوہ یوپی نے مدھوبن نوری پورہ متصل نانپارہ ضلع بہرائچ کے جلسہ میں اپنی زبان اقدس سے فرمایا کہ شیر نیپال کا شیر مجھے کھڑے ہوکر خطاب کرنے پر مجبور کر دیا اب میں کھڑے ہوکر تقریر کروں گا۔

بسم اللہ خوانی: چار سال کی عمر آپ کے عم محترم مولوی یوسف صافی نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اسلامیہ مکتب جلیشور میں حاصل کی، اعدادیہ تا رابعہ شمالی بہار کی مشہور درس گاہ اہل سنت وجماعت الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ کنہواں ضلع مظفر پور حال ضلع سیتامڑھی بہار میں حاصل کی۔ اور دوسال خامسہ تا سادسہ دار العلوم مجیبیہ خانقاہ پھلواری پٹنہ بہار میں۔ دوسال سے زیادہ یہاں تعلیم سلسلہ جاری نہ رکھنے کی وجہ اس ادارہ وخانقاہ کے علما وسجادہ نشین کا بدعقیدگی اور صلح کلیت ہے۔ ظاہری بات ہے جو حلوہ کو بھی پاک اور گوبر کو بھی پاک کہے اسے صحیح الدماغ کیسے کہا جاسکتا ہے، یہی حال دار العلوم مجیبیہ اور اس خانقاہ کے سجادہ نشین وبعض اساتذہ کا تھا، جماعت وہابیہ دیابنہ کے اکابر علماء کی تکفیر کے قائل نہیں تھے، اس لئے ایمان کی حفاظت کی خاطر منظری صاحب نے اس ادارہ کو خیر آباد چھوڑا اور فضیلت کی تعلیم کے لئے ۱۹۶۷ء میں مرکز اہل سنت جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کے لئے پابہ رکاب ہوگئے۔ شہر عقیدت کی طرف روانگی

کے وقت آپ کا دل نہایت مسرور تھا، روح جھوم رہی تھی اور طبیعت اس بات پر مچل رہی تھی کہ ایک ایسے شہر میں تعلیم کے مواقع میسر آئیں گے جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کی جائے ولادت ہے جس شہر میں سنیوں کے امام کا دیار ہے، ایسا دربار جہاں سے ہزاروں فقیہان اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کا قافلہ تیار رہا، جو علوم وفنون کا کارخانہ اور علمی دنیا میں یگانہ ہے۔ جی ہاں! جہاں سے صدر الشریعہ، ملک العلماء، محدث اعظم پاکستان ،محدث اعظم ہند، مفتی اعظم ہند، مجاہد ملت، شیر بیشہ اہل سنت ، صدر الافاضل اور ملک نیپال کی بات کریں تو شیر نیپال مفتی اعظم نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہم الرحمہ جیسی عبقری شخصیات پیدا ہوئیں۔

بریلی شریف جامعہ منظر اسلام پہنچ کر آپ نے جماعت سابعہ میں داخلہ لیا اور دوسال یہاں رہ کر یہاں کے متبحر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ بیضاوی شریف، جلالین شریف، بخاری شریف ،مسلم شریف ،ہدایہ ،مشکوٰۃ شریف ،مرقاۃ الفرائض، ملا حسن، مبیذی وغیرہ کتب پڑھی۔

فراغت: ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۸ء دوسال یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۷ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲، ۱۹۶۸ء میں آپ کے سر پر دستار فضیلت علماء ومشائخ کے مقدس ہاتھوں سے باندھی گئی اور سند فضیلت سے آپ نوازے گئے۔

بیعت: زمانۂ طالب علمی میں ہی ۱۹۶۵ء میں شاہ امان اللہ پھلواری سے بیعت ہو گئے تھے مگر جب خانقاہ مجیبیہ کے علماء کے عقائد وافکار میں تبدیلی آئی اور ان کی صلح کلیت کھل کر سامنے آ گئی تو فسخ بیعت کر کے حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں دوبارہ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد ایک سالتک مدرسہ مظہر اسلام بیلا متصل جنکپور میں تدریسی خدمات انجام دی۔ بعدہٗ حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی

علیہ الرحمہ کی خواہش پر مدرسہ حنفیہ اصلاح المسلمین جنک پور میں مدرس منتخب ہوئے اور تدریسی خدمات کا فریضہ محنت ولگن کے ساتھ انجام دینے لگے۔اس ادارہ میں آپ جیسے محنتی ومخلص اور مجاہد صفت شخصیت کی ضرورت تھی اور ایسی شخصیت کی جو شانہ بشانہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے ساتھ ملک نیپال کو اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور کر سکے، ایک ایسی ہستی کی جو دین ومسلک کی تبلیغ واشاعت میں نہ رات دیکھے نہ دن، جب جہاں ضرورت ہو ہمہ وقت کمر بستہ رہے ۔ایک ایسی ذات جس میں داعیانہ اوصاف ہوں،خدمت دین کا جذبہ بھی ہواور سیاسی بصیرت بھی ہو۔اور یہ سب خوبیاں مفتی اعظم نیپال حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ آپ کے اندر ملاحظہ کر چکے تھے اور جنک پور جیسے شہر میں ضرورت بھی تھی اس لئے اپنے ساتھ ادارہ مذکورہ میں رکھ لئے۔دس سالوں تک عرق ریزی اور دیانت داری واخلاص کے ساتھ یہاں آپ نے تدریسی خدمات کا فریضہ انجام دیا اور ساتھ ہی قریب وبعید کے علاقوں کا دورہ بھی کیا، جہاں آپ نے تعلیمی بیداری کی روح پھونکی ،دین کی دعوت کا کام انجام دیا اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات ومراسم سے آشنا کیا۔جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور کے عروج وارتقا میں آپ کا مثالی کردار رہا ہے۔آپ اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں:

فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ مظہر اسلام بیلا متصل جنک پور میں ۱۳۸۹ھ تک بعدہٗ حضرت شیر نیپال کی خواہش کی بنا پر مدرسہ حنفیہ اصلاح المسلمین جنک پور میں بحیثیت مدرس تقریباً دس سال خدمات انجام دیتا رہا۔حنفیہ کا ابتدائی دور تھا،عقائد اہل سنت کا تحفظ اور عوامی روابط کے لئے ضلع دھنوشا،مہوتری سرلاہی نیپال،ضلع سرہا اور سابق ضلع مظفر پور، دربھنگہ حال کا ضلع سیتامڑھی،ضلع مدھوبنی بہار کے کچھ علاقہ جات کا دورہ اس وقت میں سائیکل سے کرتا رہا۔اس دس سال میں علاقہ کی سنیت کافی پختہ ہوگئی ،عوامی روابط وتعلقات حنفیہ سے بڑھے اور ہر چہار جوانب سے طلبہ حصول علم کے لئے آنے لگے،مدرسہ حنفیہ کی عمارت تعلیم وتعلم اور طلبہ کی رہائش کے لئے تنگ

ہوگئی۔سالانہ جلسہ عید میلا دالنبی ﷺ کے موقع پر حضرت شیر نیپال نے حنفی جامع مسجد اور مدرسہ حنفیہ کوتعمیر وتوسیع کا منصوبہ قوم کے سامنے رکھا اور سامعین نے تائید کی اور زمین کی خریداری کی تحریک شروع ہوئی۔الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضرت شیر نیپال علیہ الرحمہ کی تحریک کامیاب رہی، زمین کی خریداری بھی ہوئی، تعمیری کام بھی ہوا، طلبہ کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا، دارالاقامہ میں طلبہ کی تعداد سوتک پہنچ گئی اور تعلیمی عروج، تبلیغی دور، درس وتدریس کی وجہ سے مدرسہ حنفیہ سے دارالعلوم اور پھر بتدریج الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ بقلم حضور احسن العلماء علیہا الرحمۃ والرضوان ہوگیا۔حضرت مولانا عبدالحفیظ، حضرت مولانا محمد حسین ابو الحقانی، مولانا عقیل احمد اسی ابتدائی دور کے تعلیم یافتہ ہیں۔

الجامعۃ الحنفیہ کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے میں سرلاہی ضلع صدر مقام ملنگوا بازار، بھانڑسر، سندر پور، پیپریا، بیل بانس اور سرہا ضلع کے بلکوا بازار، لہان بازار، شوبھا پور پہاڑ کی وادی اور لوکہا، جے نگر، باسوپٹی بازار، کمتول وغیرہ کا سفر میں ان دنوں سائیکل سے کرتا تھا۔ان اسفار سے الجامعۃ الحنفیہ کو مالی فائدہ پہنچا اور عوامی روابط بڑھے اور عقائد اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت بھی ہوئی اور حضرت شیر نیپال اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور تقریباً دس سال حضرت شیر نیپال کے شانہ بشانہ ہر محاذ پر میں ساتھ رہا اور حضرت اپنے مشن میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے اور دورۂ حدیث کی تعلیم حنفیہ میں ہونے لگی اور درجۂ فضیلت کے طلبہ سند فراغت سے فیضیاب ہونے لگے۔(خودنوشت سوانح عمری فاتح نیپال)

نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب

۱۳۹۷ھ کے اواخر میں نیپال گنج سے کچھ دردمند حضرات نے آپس میں مشورہ کیا کہ نیپال گنج اور اطراف میں تبلیغی جماعت اپنا پیر جما چکی ہے، سنی عوام اس کے دام مکروفریب میں آرہی ہے اگر اس سیلاب کو روکا نہیں گیا تو سارے سنی اس میں بہہ

جائیں گے۔ سنیت کی کمزوری اور دیوبندیت کی تقویت کو لے کر جب یہ حضرات متکفر ہوئے تو باہم مشورہ سے یہ طے پایا کہ اس کام کے لئے کسی سنی عالم دین کا انتخاب کیا جائے مگر افسوس کہ اس شہر میں کوئی ایسا سنی عالم نہیں تھا، رمضان شریف کے موقع پر باہر سے علما آتے اور چندہ کر کے چلے جاتے، ان میں سے کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ آخر کار کسی نے مشورہ دیا کہ اس کام کو ایک ہی شخص انجام دے سکتا ہے یعنی شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی جو اس وقت جنک پور میں رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں جا کر سارا ماجرا سنایا جائے، وہ ضرور پیش قدمی کریں گے اور سنیت کی حفاظت کے لئے مضبوط اور ٹھوس اقدام کریں گے۔ چنانچہ چند حضرات پر مشتمل ایک وفد حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی خدمت میں جنک پور پہنچا اور نیپال گنج واطراف کا سارا قصہ سنایا۔ وہاں کی داستان سن کر حضور شیر نیپال بہت ہی متفکر ہوئے اور فوراً وہاں کی سنیت کی حفاظت اور دیوبندیت کی اماتت کے لئے مولانا عبدالجبار منظری صاحب کے ساتھ مل کر غور وفکر کرنے لگے۔ آپ نے منظری صاحب کو رات کے وقت جب وہ اپنے کمرے میں سو رہے تھے اٹھا کر اپنے روم میں بلائے اور پھر اس معاملہ پر دونوں شخصیتیں ہر جہت سے غور وفکر کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا دونوں آدمی چلتے ہیں اور وہاں سنیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ نے منصوبہ بنایا، خاکہ تیار کیا، وہاں کس کے یہاں ٹھہرنا ہے اور وہاں کے بااثر لوگوں سے کس طرح ملاقات کر کے اپنی اپنی حمایت کے لئے راضی کرنا ان سب پہلوؤں پر غور کرنے لگے۔ آپ کی نظر میں کئی افراد تھے جنہیں نیپال گنج کے اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجنا تھا مگر جو تجربہ اور جذبہ آپ نے منظری صاحب کے اندر دیکھا وہ کسی میں نظر نہیں آیا، اس لئے اس کام کے لئے آپ نے منظری صاحب کو منتخب کیا اور وفد کے ساتھ نیپال گنج تبلیغ دین کے لئے یہ کہہ کر روانہ فرما دیا کہ آپ جائیں چند دونوں بعد میں بھی آتا ہوں۔ منظری صاحب شیر نیپال کے نمائندہ کی حیثیت سے نیپال گنج پہنچ گئے اور وہاں کے عوام وخواص سے مل کر سنیت کی

تبلیغ میں مصروف ہو گئے، کچھ ہی دنوں بعد ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کو قائد اہل سنت حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ بھی پہنچ گئے۔ تقریباً ایک ہفتہ قیام رہا اور اس ایک ہفتہ میں آپ نے مختلف محافل ومجالس سجا کر جو سنیت کی تبلیغ کی اس سے سنیت کے باغوں میں بہار آ گئی، سنی عوام وخواص کے دل میں عشق مصطفیٰ کی شمع روشن ہوگئی اور بدعقیدگی کا جنازہ نکلنے لگا۔ جب حضور شیر نیپال نے دیکھا کہ یہاں اب سنیت مضبوط ہوگئی ہے، عوام وخواص میں سنیت کی بیداری آ چکی ہے، ایک مسجد سنیوں کے قبضہ میں آ چکی ہے، اب سنیوں کو ورغلانا بدعقیدوں کے لئے آسان نہیں رہ گیا، بلکہ تبلیغی جماعت کی انٹری پر حکومتی طور پر پابندی عائد ہو چکی ہے تو مولانا ادریس نوری کو چھوٹی مسجد کا امام مقرر کر کے منظری صاحب کو اپنے ساتھ جنک پور لے آئے۔

پھر جب دیوبندیوں نے بدمعاشی شروع کی اور سازشوں اور مکاریوں کے جال بچھانے لگے تو اس بار آپ نے منظری صاحب کو مستقل طور پر دین وسنیت کی توسیع وتشہیر اور فروغ وتحفظ کے لئے منتخب کر کے روانہ فرما دیا اور پھر منظری صاحب نے جو کام کر کے دکھایا رہتی دنیا تک نیپال گنج ومضافات کے لوگ بھول نہیں پائیں گے۔ آپ کے مجاہدانہ، مصلحانہ اور داعیانہ خدمات سے پورا نیپال گنج واطراف سنیت کے رنگ میں ڈھلے ہوئے ہیں اور وہاں مکینوں کا ایک ایک موئے تن منظری صاحب کا احسان مند ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا اجر بے حساب عطا فرمائے گا۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی فہرست لمبی ہے، چند تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

مفتی احمد حسین نائب شیر نیپال (بکھری بہار) مفتی محمد مجیب الرحمٰن برکاتی (برداہا) مولانا محمد نظام الدین (لہنہ شریف) مولانا محمد نعیم الدین ازہری (لہنہ شریف) مولانا عبد الغفار (لہنہ شریف) مولانا محمد اخلاق برکاتی (لہنہ شریف) مولانا نذیر احسن القادری برکاتی (دھبولی) مولانا محمد تسلیم الدین برکاتی (کھونٹا) مولانا محمد عزرائیل برکاتی ازہری (کھونٹا) مولانا محمد زاہد حسین (نرھیا) مولانا محمد عیسیٰ برکاتی (کپٹول) مولانا محمد

سلیمان برکاتی (شوبھا پور) مولانا منظور احمد (لہرنیا) مولانا صابر القادری (سیراہی) مولانا حافظ وقاری غلام سرور (نیپال گنج) قاری بدیع الزماں (لہنہ شریف) مولانا عبد المنان برکاتی (دیودھا)

دینی، ملی، سماجی وسیاسی خدمات

آپ کی ہمہ جہت خدمات وکارہائے نمایاں کا دائرہ بہت وسیع ہیں، جو خدمات قوم وملت اور ملک نیپال کے لئے انجام دی ہیں، شاید علمائے نیپال میں سے کسی اور نے اس پیمانہ پر انجام دیئے ہوں۔ مثلاً:

(۱) کئی مدارس کی بنیاد ڈالیا ور کئی ایک کی نشاۃ ثانیہ کی اور اپنی کارکردگی اور جہد مسلسل سے انہیں ترقی دی۔ مثلاً مدرسہ فیض النبی، مدرسہ غوثیہ برکات النبی (نیپال گنج)

(۲) فیض النبی جونیئر ہائی اسکول، برکاتیہ ہائی اسکول از نرسری تا جماعت دہم (نیپال گنج)

(۳) کئی مساجد کی تعمیر۔

(۴) کئی مساجد وعید گاہ کو قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ بد مذہبوں کے قبضہ سے آزاد کرا کر اہل سنت کا پرچم لہرایا جس میں نیپال گنج کی جامع مسجد سر فہرست ہے اور ۱۴۰۳ھ میں نیپال گنج کی عید گاہ کو باطل فرقہ کے تسلط سے آزاد کرایا اور پھر اس سے متصل زمین کو حاصل کیا اور جدید تعمیر کا کام انجام دیا۔

(۵) مسلمانوں کے حقوق کے لئے آپ نے ایوان سیاست میں آواز اٹھائی اور حکومت نیپال سے مسلمانوں کے حقوق کے مطالبات کر کے مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کی۔ آپ خود اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں کہ:

ملک نیپال میں سب سے پہلے مسلم اتحاد سنگٹھن کی طرف سے ۱۲ نکاتی مطالبات کا اشتہار میں نے شائع کیا تھا اور مطالبات کی ایک کاپی اس وقت کے وزیر داخلہ مسٹر بام دیو گوتم کو دیا تھا۔ آج بھی پوسٹر میرے پاس موجود ہے، پھر ملک کے دیگر مسلم تنظیموں نے

بھی مسلمانوں کے مطالبات حکومت کو پیش کئے کچھ ترمیم کے ساتھ (خودنوشت مسودہ)

(۶) اپنے سیاسی اثر ورسوخ کا صحیح استعمال کر کے کئی مسلم نوجوانوں کو ڈاکٹر، انجینئر بنایا۔

(۷) متعدد نوجوانوں کو سرکاری شعبہ جات میں ملازمت دلوائی۔

(۸) مدارس اسلامیہ کی تحریک چلا کر مدرسوں کو وزارت داخلہ سے پانچویں تک منظوری دلائی اور ان میں سے اکثر مدارس کو سرکاری سہولیات بھی فراہم کروائی۔

(۹) ۲۰۴۸ بکرمی میں مردم شماری کے موقع پر مسلمانوں میں بیداری کی تحریک چلائی تا کہ حکومتی رعایتوں سے محروم نہ رہ سکیں۔

(۱۰) ملک کی راجدھانی کاٹھمنڈو میں امام احمد رضا ٹرسٹ کا قیام۔

(۱۱) متعدد طلبہ کو تیار کر کے مصر کی عظیم درسگاہ جامعۃ الازہر بھیجا۔

(۱۲) جب ۲۰۶۱ بکرمی میں حج کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے تو حاجیوں کا پاسپورٹ مفت کروایا اور جب ۲۰۶۷ بکرمی میں دو سال کے لئے چیئرمین منتخب ہوئے تو حاجیوں کے پاسپورٹ کا روپیہ واپس کرواتے رہے جو کہ اب بند ہے۔

(۱۳) آپ نے اپنے زمانہ صدارت میں حاجیوں کی راحت کے لئے امدادی طور پر تین کروڑ روپے کی منظوری وزارت عظمٰی سے کروائی مگر افسوس کہ ایک متعصب بدمذہب وزیر کی مخالفت کی وجہ سے منظور شدہ رقم حاجیوں کو نہیں مل سکی۔

(۱۴) نیپال گنج میں مسلم نوجوانوں میں بیداری کی روح پھونکی اور سماج وشریعت کی خدمت کے لئے چاق وچوبند رکھنے کے لئے سنی یوا کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم بنائی۔

(۱۵) محرم ۱۴۰۱ھ میں ملک نیپال کا پہلا اسلامی رسالہ ماہنامہ فیض النبی کی اشاعت کی جس کی رونمائی بدست حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ ہوئی مگر افسوس کہ اہل علم کی بے توجہ کا شکار ہو کر یہ رسالہ موقوف ہو گیا۔

(۱۶) ۱۴۰۲ھ میں دارالعلوم فیض النبی کے احاطہ میں امام احمد رضا ہال تعمیر کروایا اور ادارہ

کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ہندوستان کی عظیم شخصیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت ڈاکٹر قمر رضا علیہ الرحمہ کو بطور خاص مدعو کیا اور اسی موقع پر امام احمد رضا ہال کا افتتاح ہوا۔

(۱۷) ۱۴۳۹ھ میں عید میلاد النبی کی عام تعطیل وزیر داخلہ کو کہہ کر حکومت نیپال سے دلائی۔

(۱۸) عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس محمدی کا آغاز ۱۴۰۰ھ میں مدرسہ فیض النبی نیپال گنج سے کیا جو آج ملک گیر پیمانے پر نکالا جاتا ہے۔

(۱۹) ۲۰۶۴ بکرمی میں مدرسہ اسلامیہ سنگھ نیپال (اسلامیہ تنظیم المدارس نیپال) کی راجدھانی کاٹھمنڈو میں رجسٹرڈ کرایا اور اپنی صدارت وقیادت میں مدارس اسلامیہ نیپال کی تحریک چلائی جو کہ کامیاب رہی۔

(۲۰) نیپال سے جب شاہی حکومت کا خاتمہ ہوا تو اسلامی تہواروں کی چھٹی کے لئے بڑے پیمانے پر آواز اٹھائی جس سے پورے ملک کے مسلمان ہم آواز ہو گئے اور پھر دوسرے سال سرکاری طور پر عید و بقرہ عید کی سرکاری تعطیل کی منظوری ملی۔ اس حوالے سے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''نیپال سے راجہ کی شخصی حکومت کے خاتمہ کے بعد دستوری طور پر جب نیپال ایک ایک غیر مذہبی عوامی جمہوریہ نیپال ہوا تو ہر مذہب کے تہواروں کی چھٹی حکومت نے دی مگر مسلمانوں کی عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلاد النبی ﷺ اور یوم شہید اعظم (یوم عاشورہ کی چھٹی نہیں دی) اس کے لئے میں نے مسلم اتحاد سنگھ کے زیر اہتمام عید الفطر کے دن احتجاج کے طور پر ہاتھ پر کالی پٹی باندھ کر دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ نماز عید ادا کی، اخبارات ورسائل اور الیکٹرانک میڈیا نے اسے زور وشور سے تشہیر کی اور ملک و بیرون ملک یہ آواز پھیل گئی، عید الاضحیٰ کے موقع پر تو پھر پورے ملک کے مسلمانوں نے اس احتجاج کے پر امن طریقہ کو اپنایا پھر سبھوں نے ہاتھ پر کالی پٹی باندھ کر عید الاضحیٰ کے

موقع پر عام تعطیل کا اعلان کیا۔

۱۴۳۹ھ میں ۱۰ ربیع الاول بروز جمعرات بعد نماز مغرب اپنے غم خواروں کے ساتھ گھر کے باہر میں بیٹھا تھا، اسی روز بوقت فجر میری اہلیہ کا انتقال ہوا تھا، ہمدرد قوم وملت جناب ڈاکٹر قدوائی صاحب، مولانا منظور عارفی صاحب اور دیگر علمائے کرام اور احباب تعزیت کے لئے جمع تھے، گھر میں اہلیہ کی لاش تھی، ۱۱ ربیع النور بعد نماز جمعہ جنازہ ہونا تھا، وزیر داخلہ سے میں نے رابطہ کیا اور پوچھا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھٹی آپ کب دیں گے؟ انہوں نے کہا حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شوبھ جنم دن کی تاریخ مجھے معلوم نہیں، میں نے کہا کل بروز جمعہ ۱۱ ربیع الاول کو عید میلاد النبی کی تعطیل عام اعلان کیجئے، شنبہ (سنیچر) کو تو عام تعطیل رہتی ہے، کیسے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حکومت نے عید میلاد النبی کی عام چھٹی دی ہے؟ میری باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۱ ربیع الاول کو ۱۲ مان کر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام تعطیل کا اعلان کر دیا اور رویت میں اختلاف کی وجہ سے کوئی ۱۱ تو کوئی ۱۲ مان رہے تھے، میں نے بھی ۲۹ کی رویت مان کر تعطیل کا اعلان کروا دیا اور خدائے کریم غفور ورحیم کی بارگاہ میں آبدیدہ آنکھوں سے دعا کی کہ رب کریم میری اہلیہ مرحومہ کی لاش گھر میں ہے، اگر میرا یہ عمل تیری بارگاہ میں پسندیدہ ہے تو میری اہلیہ امینہ منظری مرحومہ کی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مغفرت فرما۔" (خودنوشت سوانح)

(۲۱) اسی طرح جب نیپال کے دستور اساسی میں مسلمانوں کو مدھیشی زمرے میں داخل کر کے ان کی خصوصی حیثیت سے محروم کرنا چاہا تو سب سے پہلے آپ نے اس تجویز کے خلاف آواز اٹھائی اور ملک گیر پیمانہ پر احتجاج کر کے مسلمانوں کو بحیثیت مسلم پہچان دلوائی۔ آپ خود اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں:

"نیپال کے دستور اساسی میں مسلمانوں کو مدھیش میں رکھنا چاہتے تھے، میں نے سب سے پہلے اس کی مخالفت کی کہ مسلمان کی آبادی مدھیش، ترائی، پہاڑ، ہمال ہر جگہ

ہے، اگر مدھیش کے باشندے مسلمان مدھیشی ہے تو پہاڑ، ہال کے مسلمان کس خانہ میں ہیں؟ مسلمانوں کی اپنی پہچان ہے ان کی اپنی خصوصیت ہے، مسلمانوں کی پہچان بحیثیت مسلم ہونا چاہیے، کسی دوسرے مذہب وملت کے ساتھ نہیں، کانتی پور اخبار روزنامہ میں میرا انٹریو شائع ہے، اخباری نمائندہ مجھ سے پوچھا اگر مسلمانوں کی الگ پہچان نہیں دی گئی تو آپ کیا کریں گے؟ میں نے کہا ایسا ہوا تو میں مسلمانوں کو لے کر سڑک پر آؤں گا، احتجاج ومظاہرہ کروں گا اور ضرورت پڑی تو بغاوت پر اتر آؤں گا اور مختلف سیاسی جماعتوں سے منسلک مسلم رہنماؤں کی نیپال گنج میں ایک متحدہ محاذ قائم کیا جسے دیکھ کر پھر مسلم ممبران دستور زمانہ مرکزی متحدہ محاذ کاٹھمنڈو میں جناب صدر الحق یہاں کی صدارت میں تشکیل دی اور پھر پورے ملک میں احتجاج، نعرے، جلوس، مظاہرے ہونے لگے اور پورے ملک میں تحریک پھیل گئی، ضلع مہوتری کے عام احتجاج اجلاس میں خطاب کے لئے میں خود بھی نیپال گنج سے آیا تھا، مدرسہ انوار رضا موتی گیر پرسا کے جلسہ میں تقریر کرتے مسلمانوں سے پرزور اپیل کی گئی کہ تاریخ مقررہ ضلع کے صدر مقام جلیشور پہنچیں، ملک کے عام مسلمانوں کے ساتھ مہوتری کے مسلمانوں نے پرجوش مظاہرہ کیا اور اپنی اتحادی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے ہر چہار جانب سے بسوں میں ٹرکوں پر ٹریکٹر پر موٹر سائکل اور سائکل سے یا پیادہ نعرہ جلوس کے ساتھ جلیشور کے عام اجلاس میں شریک ہوئے اور ایسا ہی اس تاریخ میں پورے ملک کے مسلمانوں نے کیا جس کا پھل مسلمانوں کو ملا اور دستور اساسی میں مسلمانوں کو بحیثیت مسلم تسلیم کیا گیا، یہ نیپال کے مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

نیپال گنج میں شیر نیپال اور فاتح نیپال گنج کی خدمات

منصوبہ بندی: حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ جب جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے فارغ التحصیل ہوکر اپنے وطن نیپال آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ملک نیپال میں خاص طور پر

ترائی حصوں میں وہابیوں نے اپنا جال بچھا رکھا ہے، سنی علماء کی اس وقت قلت تھی، تبلیغ دین کے لئے علاقہ جات کی کثرت تھی ایسی صورت میں ملک نیپال کے طول وعرض میں تبلیغی مشن کسی چیلنج سے کم نہیں تھا، اس کے لئے شیر دل، مجاہد صفت، جری و بہادر اور دور اندیش فقیہ وخطیب اور داعی ومبلغ کا ہونا ضروری تھا، جو حالات پر عقابی نظر رکھے، بروقت صحیح فیصلہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہو جس کے اندر صبر واستقامت ہو، تسلیم ورضا جیسی صفات ہوں، کمال کا اخلاص ہو، ملی جذبات ہوں، دینی امنگ ہو، اگر چہ چند لفظوں میں کہا جائے تو بس شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی برکاتی علیہ الرحمہ جیسی شخصیت کی ضرورت تھی۔ آپ نے قحط الرجالی کے باوجود تقریباً ہر علاقہ وضلع میں محاذ کو سنبھالا، علماء ومبلغین کا قافلہ بھیج کر کامیابی کا پرچم لہرایا۔ چنانچہ آپ نیپال گنج اور اس کے اطراف میں دین حق کا ڈنکا بجانے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا لہرانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے، منصوبہ بندی کرنے لگے اور اپنے منصوبوں کو حتمی صورت دینے کے لئے پر عزم ہو گئے۔

ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کی بات ہے جس وقت حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ شہر جنک پور میں دینی، تدریسی وتبلیغی خدمات انجام دے رہے تھے، اس وقت ہر طرف آپ کی خدمات کے چرچے تھے، آپ کی علمی سطوت وجلال کا ڈنکا بج رہا تھا، آپ کی مساعی جمیلہ سے کشت سنیت ہری بھری تھی، میخانہ علم وحکمت سے تشنگان علوم شرعیہ تشنگی بجھا رہے تھے۔ مدرسین کا ایک قافلہ آپ کی نگرانی میں تدریس پر مامور تھے، حضرت منظری صاحب بھی جامعہ غوثیہ جنک پور میں حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی معیت وصحبت میں تدریسی وتبلیغی خدمات پر مامور تھے، اسی زمانۂ تدریس میں نیپال گنج سے ماسٹر محمد حارث برکاتی جو نیپال گنج میں کسی اسکول میں پڑھاتے تھے، فرصت کے موقع سے جنک پور آئے اور حضور شیر نیپال سے ملاقات میں نیپال گنج ضلع بانکے مغربی نیپال کے حالات وکوائف بیان کئے، ماسٹر حارث صاحب کا بیان تھا کہ نیپال گنج شہر اور ضلع بانکے میں مسلمانوں کی

کثیر آبادی ہے،صرف نیپال گنج میں ۱۵،۲۰/مساجد ہیں،علمائے اہل سنت وجماعت کی کمی ہے بلکہ ایک بھی اہل سنت وجماعت کا فارغ التحصیل سند یافتہ عالم دین نہیں ہے،دیوبندیت کا غلبہ ہے،مساجد ومدارس پر دیوبندیوں،تبلیغیوں کا قبضہ ہے،صرف ایک مسجد غوثیہ قبرستان کے پاس ہے جو سنیوں کے زیر انتظام ہے، پنج وقتہ اور نماز جمعہ عیدین اہل سنت وجماعت اسی میں ادا کرتے ہیں۔عوام کی اکثریت تو کسی بھی امام کے اقتدا میں نماز پڑھ لیتی ہے جو محلہ کی مسجد ہوتی ہے اسی میں نماز ادا کر لیتے ہیں۔تبلیغ اہل سنت کی ضرورت ہے، ہندوستان سے علماء اہل سنت موسم کے اعتبار سے آتے ہیں، مستقل سنیت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔حضرت شیر نیپال نے ماسٹر حارث برکاتی کی باتوں کو سن کر منظری صاحب کو طلب فرمایا اور ماسٹر صاحب کی باتیں حضرت نے اپنی زبانی بیان فرمایا،تحفظ عقائد اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا درد جو آپ کے سینہ میں تھا۔آپ ماسٹر صاحب کی باتوں کو سن کر متفکر ہوئے اور پروگرام بنایا کہ وقت نکال کر آپ دونوں لوگ (حضرت شیر نیپال اور منظری صاحب) نیپال گنج کا دورہ کریں اور وہاں کی سنیت کا جائزہ لیں۔ابھی منصوبہ سازی ہی ہو رہی تھی، روانگی کی تاریخ طے نہیں تھی، پھر آپ دونوں کے لئے ایک اجنبی شہر جہاں کوئی ملاقاتی نہیں، جنک پور سے نیپال گنج پہنچنے کا راستہ بھی نیپال سے نہیں، ہندوستان کے راستہ دو دن کا سفر تھا۔آپ نے ماسٹر حارث سے ساری معلومات حاصل کر لی تھی اور کچھ سنی حضرات کا نام بھی نوٹ کر لیا تھا،مسجد غوثیہ اور دار العلوم غوثیہ ذہن میں تھا کہ سنی ادارہ ہے وہیں قیام کیا جائے گا اور شہر کے سربرآوردہ مخصوص حضرات سے ملاقات کی جائے گی اور تحفظ عقائد اور فروغ سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کے مشن کا پروگرام مرتب کر کے کام شروع کیا جائے گا۔

شیر نیپال کی خدمت میں وفد

انہیں دنوں رب قدیر عزیز وحکیم نے ایسا کیا کہ نیپال گنج کی چھوٹی مسجد جو قلب شہر، مین مارکیٹ میں ہے جس میں تبلیغی جماعت نے اپنا مرکز قائم کر رکھا تھا اور مرکز تبلیغی جماعت کا بورڈ بھی لگا رکھا تھا، باہر سے تبلیغی جماعت دیوبندیت کی تبلیغ کے لئے آتی تھی اور اسی مسجد میں ٹھہرتی تھی، کھانا پینا سونا سب مسجد میں ہی کرتی تھی، بعد نماز تبلیغی نصاب نامی کتاب پڑھ کر عوام کو سنائی تھی، جس پر الحاج ماسٹر ایم اسحاق صدیقی صاحب، جناب اصغر صدیقی، جناب عثمان شاہ، جناب محمود شاہ اور حاجی نور الحق حلوائی نے اعتراض کیا کہ تبلیغی نصاب کا پڑھنا بند کرو اور قرآن کریم کا درس قائم کرو اور قرآن کریم کا ترجمہ سناؤ مگر تبلیغیوں نے عمل نہیں کیا اور تبلیغی نصاب کا پڑھنا جاری رکھا جس سے نمازیوں میں اختلاف پیدا ہوا، دو جماعت ہونے لگی، ایک ہی مسجد میں بوقت نماز دو جماعت ہوتی تھی، سنیوں کے پاس کوئی عالم نہیں تھا، کبھی حاجی نور الحق تو کبھی حاجی اصغر علی صدیقی نے تو کبھی عثمان شاہ نماز پڑھا دیتے تھے۔ حالات کشیدہ ہوتے گئے، مار پیٹ اور خوف ودہشت کا ماحول تھا، آخر کار حکومت وقت کو امن وامان کے لئے مداخلت کرنی پڑی اور یہ طے پایا کہ نیپالی شہری (نیپالی ناگرک) مولانا تلاش کرلایئے جو امامت کا فریضہ انجام دیں گے، فریقین نے اس تجویزی دستاویز پر دستخط کر دیئے۔

اب نیپالی مولانا کی تلاش وجستجو ہونے لگی، مغربی نیپال کے کئی ضلعوں میں فارغ التحصیل سنی عالم دین نہیں تھے۔ حضرت مولانا نور عالم مکرانی بھانڑسر ضلع سرلاہی جوان دنوں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں نیپال گنج میں مقیم تھے۔ انہوں نے ماسٹر محمد اسحاق صدیقی، حاجی اصغر علی صدیقی اور دیگر سنی حضرات کو مشورہ دیا کہ سنی صحیح العقیدہ عالم چاہیے تو حضرت شیر نیپال مفتی محمد جیش صدیقی صاحب قبلہ جنک پور کے پاس جایئے، وہ آپ کو سنی عالم دیں گے۔ سنیوں نے عثمان شاہ اور محمود علی شاہ کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور حضرت مولانا نور عالم مکرانی نے ایک خط حضرت شیر نیپال کے نام دے کر راستہ کی رہنمائی کی اور

یہ دونوں حضرات گونڈہ، بستی، گورکھپور، مظفر پور، سیتا مڑھی ہوتے ہوئے جنک پور حضرت شیر نیپال کے پاس پہنچے۔ ماہ ذی الحجہ کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی، نیپال گنج کے حالات وواقعات بیان کئے۔ ان دنوں حضرت قبلہ منظری صاحب جامعہ حنفیہ میں موجود نہیں تھے، آپ مدرسہ حنفیہ منظر اسلام باسوپٹی، ضلع مدھوبنی کی اسلامی میٹنگ میں حضرت شیر نیپال کی نیابت کے لئے گئے ہوئے تھے، باسوپٹی کا مدرسہ حضرت کی سرپرستی میں تھا جسے حضرت نے فتح مناظرہ باسوپٹی کے بعد لفظ حنفیہ کے اضافہ کے ساتھ نشاۃ ثانیہ فرمایا تھا، حضرت اپنی بدنی حرارت کی وجہ سے شریک مجلس نہیں ہو سکے تھے۔ مدرسہ حنفیہ منظر اسلام باسوپٹی سے دو روز بعد جب منظری صاحب جامعہ حنفیہ پہنچے تو حضرت نے نیپال گنج سے آئے ہوئے سنی مسلمانوں کے نمائندوں سے ملاقات کرائی اور نیپال گنج کے حالات انہیں دونوں حضرات کی زبانی سنائے اور پھر حضرت شیر نیپال نے فرمایا کہ ہم لوگ نیپال گنج کے دورہ کا پروگرام ہی بنا رہے تھے کہ اللہ عزیز وحکیم نے اسباب پیدا فرما دیئے، اب وہاں اسلام وسنیت کی تبلیغ وتشہیر میں کچھ زیادہ دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، عوامی رابطہ کر کے تبلیغ دین کی راہیں ان شاء اللہ ہموار کی جاسکتی ہیں اور مزے کی بات یہ کہ اس اجنبی شہر میں بھی اِن شاء اللہ تعالیٰ احباب اہل سنت کا حلقہ حمایت وتائید کے لئے پر جوش وبیدار مغز رہے گا۔

نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب

بعد نماز عشا حضرت نے پھر منظری صاحب کو طلب کیا اور نیپال گنج سے متعلق آپ سے مشورہ کرنے لگے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیر نیپال مسلمانان اہل سنت کے عقائد کی حفاظت کے لئے کس قدر فکرمند رہتے تھے اور سنیت کے لئے کتنا درد رکھتے تھے۔ آپ نے منظری صاحب سے فرمایا کہ ان دونوں حضرات کو میں نے علی پٹی مدرسہ بھیجا تھا کہ کوئی عالم دین نیپال گنج کے لئے دیں مگر ان لوگوں نے حالات جنگ وجدال سن کر دینے سے انکار کر دیا، بھمر پورہ بھیجا مگر وہاں سے بھی یہ حضرات خالی آئے،

اب ایسے میں کیا کیا جائے؟ مولانا عبدالحفیظ صاحب اور مولانا محمد حسین صدیقی (جوان دنوں جامعہ حنفیہ میں مدرس تھے) حال کے فارغین ہیں، میدان کے نشیب وفراز اور محاذ کا تجربہ نہیں ہے۔کافی غور کے بعد آپ نے منظری صاحب سے فرمایا کہ کل آپ گھر چلے جائیں اور والدین کریمین سے مل کر آئیں اور اجازت بھی لے لیجئے گا، ہوسکتا ہے کہ آپ کو نیپال گنج جانا پڑے۔حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شام کو منظری صاحب اپنے گھر چلے گئے۔دینی خدمات کی امنگ اور سنیت کے فروغ کے لئے جذبہ بیکراں آپ کے اندر بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ بھی دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے بےلوث وپرجوش تھے۔چنانچہ قیام شب کے بعد صبح والدین سے اجازت طلب کی، آپ کی والدہ آبدیدہ ہوکر فرمانے لگیں کہ لوگ عید کے موقع سے اپنے گھر آتے ہیں، اہل وعیال کے ساتھ عید کرتے ہیں اور آپ باہر جانے کی باتکرتے ہیں۔آپ نے والدین کو سمجھایا کہ آپ حضرات نے مجھے دینی تعلیم، دین اسلام کی خدمت کے لئے دلائی ہے جس محاذ پر دین اسلام کو میری ضرورت ہوگی مجھے جانا ہوگا، اس وقت نیپال گنج اور اس کے اطراف میں دینی تبلیغ کے لئے میری ضرورت ہے، مجھے اس کام کو انجام دینے کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دینی ہوں گی پھر آپ کی والدہ راضی ہوگئیں، والد مکرم بھی تیار ہوگئے۔منظری صاحب نے جب یہ منظر اپنی ڈائری میں لکھا تو فرماتے ہیں کہ:

''والدمحترمہ نے میری باتوں کو سن کر جس طرح آبدیدہ ہوکر مجھے رخصت کیا تھا، اسے تحریر کرتے ہوئے والدہ کی وہ آبدیدہ صورت میری نگاہوں کے سامنے ہے اور میری آنکھیں آبدیدہ ہیں اور آنسوؤں کے قطرے صفحہ قرطاس پر ٹپک رہے ہیں، رب کریم سے دعا ہے کہ اپنے پیارے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے طفیل میرے والدین کو غریق رحمت فرمائے۔آمین''

منظری صاحب کی نیپال گنج کے لئے روانگی

منظری صاحب قبلہ اپنے گھر والوں سے مشاورت واجازت کے بعد ۵ر ذی الحجہ

۱۳۹۷ھ بروز جمعہ صبح جامعہ حنفیہ آ گئے۔حضرت نے فرمایا کہ تیاری کیجئے بعد نماز جمعہ نیپال گنج کے لئے آپ کی روانگی ہے، میں نے کافی غور وفکر بلکہ یہ کہئے کہ استخارہ کے بعد میں نے فیصلہ لیا ہے کہ آپ کو نیپال گنج میں اہل سنت کا پرچم بلند کرنے کے لئے بھیجوں، وہاں دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کرکے وہاں کے سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی جائے۔آپ کو میں نہ اپنے سے جدا کررہا ہوں اور نہ آپ مستعفی ہورہے ہیں بلکہ بدستور سابق جامعہ کے مدرس ہیں،تحفظ عقائد اہل سنت اور تبلیغ اہل سنت کے لئے محاذ پر بھیجا جارہا ہے،آپ کی تنخواہ جامعہ سے جاری رہے گی، نیپال گنج کے مسلمان جو کچھ مالی خدمت کریں گے وہ آپ کا نذرانہ ہوگا،ہاں ان باتوں کا خاص خیال رکھئے گا کہ حسن عمل وحسن اخلاق داغدار نہ ہونے پائے،صبر وضبط اور حکمت سے کام لیجئے گا اور روپیہ پیسہ کے لئے دست سوال کسی کے سامنے درازمت کیجئے گا۔اللہ رب الکریم رزاق ہے،رزق مہیا فرمائے گا اور پھر آپ تو برکاتی ہیں، برکاتی تنگ دست ومفلس نہیں ہوتا ہے،سلسلہ کا فیض پہنچتا رہتا ہے اور خوش حال ہوجاتا ہے۔حضرت شیر نیپال نے نصیحت آمیز کلمات اور دعاؤں کے سایہ میں بعد نماز جمعہ دونوں مہمان عثمان شاہ اور محمد علی شاہ کے ہمراہ نیپال گنج کے لئے ایک نئے شہر میں ایک اہم مہم سر کرنے کے لئے حضرت منظری صاحب کو روانہ فرمایا۔

آگے کا منظر منظری صاحب رقم فرماتے ہیں:

’’جنک پور سے روانہ ہوکر سیتا مڑھی،مظفر پور ہوتے ہوئے مظفر پور سے بذریعہ ٹرین گورکھپور،بستی،گونڈہ ہوتے ہوئے بہرائچ شریف سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے دربار کی زیارت کرتے نیپال گنج روڈ ریلوے اسٹیشن پہنچا،وہاں سے بذریعہ یکہ (گھوڑا گاڑی) نیپال گنج شہر کے لئے روانہ ہوا،سرحد پر مختصر پولس تفتیش کے بعد پندرہ بیس منٹ میں شہر کے اندر داخل ہوا،رات ہوچکی تھی بوقت شب اپنے ہمراہی میزبان کے گھر قیام کیا،صبح بعد نماز فجر شہر کے عمائدین جناب ایم اسحاق صدیقی،حاجی علی اصغر صدیقی،عبد العزیز ادریسی،محمد اصغر علی انصاری،جناب وکیل،جناب محمد شفیق صدیقی،وکیل سلطان احمد

صدیقی، بابو امانت اللہ صدیقی (وکیل) مستری فرید الدین، جناب نور الدین، حاجی رمضان علی حلوائی رضوی، جناب خلیل اور جناب جلیل انصاری حضرات ملنے آئے۔ جب شیر نیپال کے حکم وایما پر شیر نیپال کے دینی منصوبوں اور مشن کی تکمیل وفروغ کے لئے نیپال گنج پہنچا تو اہل سنت وجماعت میں میرے پہنچنے سے خوشی کی لہر دوڑ گئی، سنی عالم کی آمد سے شہر کے وہ سنی طبقہ خوشی میں جھوم اٹھا جسے ایک مدت سے ایک سنی عالم دین کی تلاش وجستجو اور انتظار تھا، شہر ومضافات کے سنی عوام وخواص سنی تحریک اور سنیت کی تقویت وفروغ کے متمنی تھے، وہ ایک سچے مبلغ وداعی اور رہبر کے انتظار میں فرش راہ تھے، وہ جام عشق نبی کے تشنہ تھے، سسکتی سنیت کو سہارا دینے والے سچے اور مخلص داعی کے آرزومند تھے اور ان کی تشنگی بجھانے، ان کے انتظار کی گھڑی کو ختم کرنے اور ان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے جس عظیم وعبقری شخصیت نے پہل کی وہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کی ذات تھی، جنہوں نے اپنے ایک عظیم دینی مشن کا حصہ اس فقیر منظری کو بنایا اور پھر کیا تھا ان کا نمائندہ بن کر شہر نیپال گنج میں پہنچ گیا اور مشن کی تکمیل میں شب وروز کوشاں رہنے لگا۔'' (منظری ڈائری)

اہالیان نیپال گنج سے شیر نیپال کا تعارف

چونکہ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نیپال گنج میں اسلام وسنیت کی آبیاری کے لئے بھیجا تھا، اسی لئے پہنچنے کے بعد آپ نے حاضرین سے حضرت شیر نیپال کا غائبانہ تعارف کچھ اس طرح کرایا:

''حضرت شیر نیپال کو اکابر علمائے اہل سنت نے یوں ہی یہ خطاب نہیں دیا ہے بلکہ حضرات اکابرین علمائے اہل سنت وجماعت نے حضرت شیر نیپال کے مجاہدانہ، قائدانہ کردار کو دیکھا، پرکھا اور پایا کہ یہ مرد مجاہد تحفظ عقائد اہل سنت وجماعت اور بقا کے لئے عظیم سے عظیم تر قربانی کا جذبہ اور درد رکھتا ہے اور ملک نیپال میں مسلک اعلیٰ حضرت اور سلسلہ برکاتیہ کی اشاعت وترویج کے لئے عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں اور اسی جذبہ کے تحت مجھے نیپال گنج بھیجا ہے۔ میری باتوں سے لوگ کافی متاثر ہوئے اور گیارہ بجے دن

میں انچلا دھیش (کمشنر) بھیری زون کے آفس لے گئے،انچلا دھیش بھیری زون سے ملاقات کرائی،کمشنر صاحب مجھے الگ ایک کمرہ میں لے گئے،بہت دیر تک مجھ سے بات کرتے رہے،سوالات وجوابات ہوتے رہے،کمشنر صاحب میری باتوں سے کافی متاثر ہوئے۔یہ حضرت شیر نیپال کا فیضان تھا ورنہ کہاں میں اور کہاں سنیت کے تحفظ کا عظیم مشن؟اللہ قدیر وحکیم نے اپنے محبوبین کے صدقے مجھے کامیابی عطا کی اور انچلا دھیش نے مجھے چھوٹی مسجد کا امام مقرر کر دیا۔‘‘

فتح کی پہلی منزل

جب حضرت منظری صاحب نیپال گنج پہنچے اور حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کا تعارف وہاں کے باشندوں سے کرایا تو پھر ایک حلقہ آپ کے چاہنے والوں اور حمایت کرنے والوں کا تیار ہو گیا،لوگوں میں خوشی تھی اور سنی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا جو جوش تھا،وہ قابل دید تھا،ان کی جو خواہش تھی کہ مسجدوں میں سنی امام کی بحالی ہو،اس خواہش کی اب تکمیل ہونے کو تھی۔چنانچہ حضرت منظری صاحب نے ۷؍ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کو نماز ظہر کی امامت مرکز والی مسجد میں کی اور اسی نماز سے آپ اس مسجد کے امام بھی ہو گئے۔سب سے پہلی کوشش آپ نے ارباب اہل سنت کی مشاورت وحمایت سے یہ کی کہ اس مسجد میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگوائی جائے جس کے لئے انچلا دھیش کو سارے احوال وحقائق بتائے،پھر کیا تھا انچلا دھیش نے تبلیغی جماعت پر پابندیاں لگا دی کوئی جماعت باہر کی نہیں آئے گی،دیوبندیوں سے کہا کہ کاروبار چھوڑ کر محلہ محلہ گاؤں گاؤں نگر نگر ڈگر ڈگر کی گشت کرنی ہے تو تم لوگ خود کرو،باہر سے (غیر ملک سے) جماعت بلاؤ گے تو تم سب کو جیل میں ڈال دیں گے،پولیس کو بھی حکم دے دیا کہ کوئی جماعت باہر سے آنے نہ پائے،باڈر سخت کر دیا پولیس سختی سے تفتیش کرنے لگی۔

منظری صاحب فرماتے ہیں کہ:

یہ سب جو کچھ ہو رہا تھا اور میں کامیابی کی طرف بڑھ رہا تھا مارہرہ مطہرہ اور بریلی

شریف کا فیضان اور حضرت شیر نیپال کے دردمند دل کا ثمرہ تھا ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ من آنم کے من دانم، میں پنج وقتہ نماز کی امامت پابندی سے کرنے لگا، دودن بعد ۱۰رذی الحجہ ۱۳۹۷ھ عیدالاضحیٰ کے موقع سے عیدگاہ میں میری پہلی تقریر نیپال گنج میں ہوئی، حالاں کہ میرے میزبان نے مجھے تقریر سے منع کیا تھا، ان لوگوں کو لگ رہا تھا کہ ۲۸، ۲۹رسال کا جوان ہے، کبھی ہم لوگوں نے ان کی تقریر سنی نہیں تقریر آتی ہے یا نہیں اور ماحول گرم ہے، معلوم نہیں کیا تقریر کریں گے، کہیں سازگار ماحول پھر نہ بگڑ جائے اور ہم لوگ مصیبت میں پڑ جائیں اور کامیابی سے دور ہو جائیں۔ یہ ہمارے مخلصین کی اپنی سوچ تھی، خدائے قدیر کی کچھ اور ہی تدبیر تھی، عیدگاہ کی تقریر سے میں پورے شہر اور علاقہ جات پر چھا گیا اور دوسرے روز بوقت شب بعد نماز عشا عید ملن کا پروگرام جامع مسجد مدرسہ کے احاطہ میں رکھا گیا، بذریعہ مائک اس کی تشہیر شہر میں کرائی گئی۔ عوام میری تقریر عیدگاہ میں سن چکی تھی اور سنیت بیدار ہو چکی تھی، جم غفیر عید ملن کے پروگرام میں تھا اور یہ میری دوسری تقریر تھی پھر تیسری تقریر جمعہ میں خطبہ سے قبل ہوئی، اپنی تقریر کے بارے میں خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ حکمت ودانائی کی باتیں اور نکات کی باتیں کیسے میرے ذہن میں آ رہی ہیں، پھر مجھے احساس ہوا کہ زبان تو میری ہے اور بات حضرت شیر نیپال کی ہے، فیضان شیر نیپال کا ہے، رب قدیر وحکیم عبدالجبار منظری سے کہلوا رہا ہے، چوں کہ یہ مشن ہی شیر نیپال کا ہے، کام ان کا ہے، بظاہر عبدالجبار منظری ہے بہ باطن فیضان شیر نیپال ہے، حکمت شیر نیپال ہے اور دردسنیت بھی ہے۔''

منظری صاحب کا نیپال گنج پہنچنے کے دودن بعد مرکز والی مسجد کی امامت کی ذمہ داری سنبھال لینا اور تبلیغی جماعت کی انٹری پر پابندی عائد کروانا یہ اس شہر میں آپ کی پہلی فتح اور کامیابی تھی بلکہ اہلسنت کی فتح تھی۔

شیر نیپال کی آمد

نیپال گنج میں جو کامیابی ملی اس کی اطلاع بذریعہ ٹیلی گرام اور خط منظری صاحب نے

حضرت شیر نیپال کو بھیج دی، آپ نے یہ درخواست کی کہ منصب امامت کا حق مجھے نہیں ہے، مولانا محمد ادریس نوری انصاری موتی گیر پرسا کو لے کر تشریف لائیں، نیپال گنج کے سنیوں کی آنکھیں فرشراہ ہیں اور دل بے قرار ہیں، آپ کی زیارت سے مشرف ہوکر قرار حاصل کرنا چاہتے ہیں، آپ کے خطابات سے مشرف ہونا چاہتے ہیں، حضرت کی آمد کا شدت محبت سے انتظار ہے، آپ جلد تشریف لائیں۔ حضرت نے ٹیلی گرام اور خط ملتے ہی نیپال گنج کے لئے روانگی کی تیاری شروع کردی، راستہ کی تفصیل بذریعہ خط حضرت کو کردی گئی تھی۔ دو ہفتہ بعد (چھبیس یا ستائس ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ) حضرت شیر نیپال مولانا ادریس نوری کے ہمراہ نیپال گنج تشریف لائے، جناب ماسٹر محمد اسحاق صدیقی کے دولت کدہ پر آپ کا قیام رہا، عمائدین شہر ملاقات کے لئے آتے رہے، مختلف محلوں میں آپ کی تقریر وخطاب کا اہتمام وانصرام کیا گیا۔ سات راتیں مختلف محلوں میں آپ کا خطاب ہوا، سنیت جو دبی ہوئی تھی مسیحا نے روح ڈال دی اور شگفتگی وتازگی آگئی، دیوبندیت منھ چھپانے لگے، دیوبندیوں کی عقلیں مفلوج ہوگئیں، اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں، خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ یہی حال دیوبندیوں کا تھا۔

منظری صاحب لکھتے ہیں:

''نیپال گنج میں حضرت کا ایک ہفتہ کا قیام زہر ہلاہل کے لئے تریاق ثابت ہوا، مجھے ۲۲ روز کے بعد اپنے ہمراہ الجامعۃ الحنفیہ غوثیہ واپس لے آئے اور مولانا ادریس نوری کو چھوٹی مسجد کا امام مقرر کردیا، عوام اہل سنت وجماعت نے والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ جلوس کی شکل میں روپینڈیہا نیپال گنج روڈ ریلوے اسٹیشن پہنچایا، نماز عصر اسٹیشن پر باجماعت اذان وتکبیر (اقامت) کے ساتھ ادا کی گئی، ٹرین آئی لوگوں نے آبدیدہ آنکھوں اور نعرہ تکبیر ورسالت کی صداؤں میں قائد اہلسنت نیپال حضرت شیر نیپال اور منظری کو الوداع کہا اور رخصت کیا۔ غالباً یہ محرم ۱۳۹۸ھ کی یکم تاریخ تھی یا ۳۰/ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ کی تاریخ تھی، اس سفر کی آخری تقریر جناب حاجی محمد رمضان علی رضوی کے دولت کدہ پر ہوئی تھی اور میں نے چاندرات محرم الحرام جمعہ کو یعنی تقریر خطبہ کے بعد اس شعر سے

شروع کی تھی کہ:

آج ہے پہلی محرم یاد آتے ہیں حسین   کربلا کی سرزمیں پر مسکراتے ہیں حسین

حضرت شیر نیپال نے شرعی اعتبار سے فرمایا کہ رویت ہلال کی شہادت ملی ہے یا یوں ہی یکم محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مان لیا ہے؟ خیر یہ تو حضرت شیر نیپال کا حکم شرع پر عمل اور کمال احتیاط ہے جو ان کے قریبی ہی سمجھتے ہیں، حاسدین خاسرین کیا سمجھیں گے عمل شرع اور درد سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو۔''

منظری صاحب کا مستقل قیام نیپال گنج میں

حضرت منظری صاحب کو حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ نے نیپال گنج میں مستقل طور پر قیام کر کے دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے روانہ نہیں فرمایا تھا بلکہ چند دنوں کے لئے یہاں بھیجا تھا اور یہ چند دن فاتحانہ رہا، پھر سات دنوں تک حضور شیر نیپال کا قیام اور ان ایام میں احباب اہل سنت کے مابین تبلیغ کرنا اور عوامی رابطہ سے اہل سنت کی تشہیر سے سنیوں میں جان آگئی اور سنیت مضبوط ہوگئی۔ اب مزید منظری صاحب کے قیام کی ضرورت نہیں رہی، اس لئے حضرت مولانا ادریس صاحب کو مسجد کا امام منتخب کر کے منظری صاحب کو اپنے ساتھ جامعہ حنفیہ جنک پور لے آئے، کچھ دنوں تک مولانا ادریس نوری چھوٹی مسجد کی امامت کرتے رہے، انہوں نے کام بھی اچھا کیا مگر دیو بندیوں نے پھر ایک چال چلی اور منظری صاحب کو چلے جانے کا فائدہ اٹھانا چاہا کہ انچلا دھیش (کمشنر) نے منظری صاحب کو امام مقرر کیا ہے، مولانا ادریس کو امام نہیں کیا ہے، اس لئے ہم لوگوں کو وہی امام منظری صاحب چاہیے۔ منظری صاحب کی امامت کا مطالبہ ان دیو بندیوں کا بہانہ تھا، ان کا مقصد تھا کہ منظری صاحب کو حضرت شیر نیپال بھیجیں گے تو خلفشار مچا کر موجودہ امام مولانا ادریس کو برطرف کر کے ہم اپنا (دیو بندی) امام بحال کریں گے۔ دیو بندیوں کی شرارت دیکھ کر اہل سنت و جماعت کے خطوط آنے لگے کہ منظری صاحب کو بھیج دیجئے، نیپال گنج کی سنیت کی بقا اسی میں ہے، اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے لئے

یہ قربانی آپ کو دینی پڑے گی، آگے کا منظر خود منظری صاحب کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:
''حضرت شیر نیپال نیپال گنج کے خطوط سے متفکر تھے ہی کہ ضلع بردیا راجہ پور منڈی سے بھی خطوط آنے لگے کہ یہاں دیوبندیوں نے شرارت کی ہے، سنیوں کو دبا رہے ہیں، منظری صاحب کو بھیج دیجئے کہ دیوبندیوں کی سرکوبی کریں، حضرت کی فکر وتردد اور بھی بڑھ گیا، حضرت اکثر کھانا اپنے ساتھ مجھے کھلاتے تھے اور بوقت طعام بہت سے مسائل ومعاملات پر مجھ سے مشورہ فرماتے اور میری رائے معلوم کرتے۔ یہ حضرت کی ذرہ نوازی تھی اور کام کرنے کی صلاحیت وتربیت بھی مقصود تھا ورنہ میں کہاں اور کہاں شیر نیپال۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

حضرت دیر رات تک مطالعہ کتب فرماتے، اپنے زیر درس کتابوں کے مشکلات کے حل کے لئے میں بھی حضرت کے حجرہ میں جایا کرتا تھا، جب رات کے ۱۱ بجتے تو حضرت فرماتے جایئے، سوجایئے اور فجر میں نماز کے لئے جگا دیجئے، جماعت کی پابندی کیجئے، فجر کی جماعت اکثر آپ کی چھوٹ جاتی ہے۔ حضرت کی قربت کی وجہ سے میں کبھی کبھی مزاحیہ بات کر لیتا تھا جواباً کہہ دیتا کہ حضرت کیا حنفی جامع مسجد جنک پور کی جماعت بھی واجب ہے، جہاں وقت جماعت سے اکثر تاخیر سے جماعت قائم ہوتی ہے، حالاں کہ یہ حضرت کی مصروفیت کی وجہ سے ہوتا تھا، درس وتدریس، افتا، کتابوں کا مطالعہ، باہر سے آنے والے کے مسائل کو سننا اور حل تلاش کرنا، معاملات کو سمجھنا نہ جانے کتنی ذمہ داریاں اس مرد مجاہد بوریہ نشین کے کاندھے پر تھیں پھر کہا ہے کسی نے:

میں تنہا جام ہوں کس کس کے ہونٹ تک پہنچوں۔
غضب کی پیاس لئے ہر بشر لگے ہیں مجھے۔

حضرت شیر نیپال کا حال یہی تھا یا ایسا ہی تھا۔

آنکھ والے تیری جوبن کا تماشا دیکھے۔
دیدہ کور کو کیا آئے نظر دیکھے۔

اچانک ایک شب دیر رات حضرت نے میرے کمرہ کی زنجیر کھٹکھٹائی، میں نے

دروازہ کھولا مولانا عبدالحفیظ، مولانا محمد حسین اور میں منظری تینوں روم کی کمی کی وجہ سے ایک ہی کمرہ میں سوتے تھے۔ حضرت اپنے حجرہ میں بلایا اور فرمایا میں نے آپ کی نیند خراب کردی اور فرمایا کہ دین کے لئے بہت ساری قربانیاں دینی پڑتی ہیں، اور فرمایا کہ نیپال گنج بانکے اور راجہ پورمنڈی اور ضلع بردیا کے جیلانی کے مسلسل تقاضے ٹیلی گرام اور رجسٹری خطوط نے مجھے ذہنی طور پر پریشانی میں ڈال رکھا ہے، یہ دیکھئے اتنے رجسٹری خطوط اور ٹیلی گرام ہیں۔ اس وقت آج کے جیسا مواصلاتی نظام کی سہولت نہیں تھی، میں نے فیصلہ لیا ہے کہ تین ماہ کے لئے میں آپ کو نیپال گنج بانکے اور راجہ پورمنڈی ضلع بردیا کے حالات اہل سنت و جماعت کے لئے سازگار بنانے کے لئے، سنیت کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کے لئے آپ کو بھیجوں، اپنے لئے نہیں بلکہ مذہب اہل سنت و جماعت کے لئے سازگار ماحول بنانے کے لئے، سنیت کی تبلیغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کے لئے بھیجوں، نہ چاہتے ہوئے بھی مذہب اہل سنت اور مسلک و مشرب کے لئے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑ رہا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ کوئی حافظ تلاش کیجئے اس کو ساتھ لے کر دو تین دن میں نیپال گنج کے لئے روانہ ہو جائے، مارہرہ شریف کے عرس کی تاریخ آنے میں ابھی تین ماہ ہے، اِن شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال عرس میں شرکت کروں گا اور فلاں تاریخ کو عرس کے لئے میں ویشالی ٹرین سے اتنے بجے دن میں لکھنؤ پہنچوں گا، اس تاریخ میں آپ لکھنؤ اسٹیشن پر مجھے ملیں، ویشالی ٹرین اتنے بجے لکھنؤ پہنچے گی، کبھی تاخیر بھی ہو جاتی ہے، اس لئے انکوائری آفس سے معلوم کر لیجئے گا، ٹرین آئی یا نہیں یا کب آئے گی، عرس مارہرہ مقدسہ کی واپسی پر نیپال گنج جائیں گے، وہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے اور معاملات کو سمجھیں گے پھر آپ کے نیپال گنج میں مستقل قیام کے سلسلہ میں فیصلہ لیں گے۔ فی الحال تین ماہ کے لئے آپ جائیں اور ایک حافظ قرآن اپنے مزاج کے مطابق ساتھ لے جائیں، آپ کی تنخواہ جامعہ حنفیہ سے جاری رہے گی۔ نیپال گنج کے مسلمان جو مالی خدمت کریں وہ آپ کا نذرانہ ہوگا، تنخواہ نہیں، تنخواہ تو جامعہ حنفیہ دیتا رہے گا اور میری نصیحت پر عمل کیجئے گا جو باتیں پہلے نصیحت کی تھی پھر کہتا ہوں کہ مبلغ کی نیت میں خلوص

ہو، حسن عمل اور حسن اخلاق ہو، روپیہ پیسہ کے معاملہ میں محتاط ہو، اپنی مالی کمزوری کسی پر ظاہر نہ کرے، روپیہ، پیسہ کے لے لئے کسی کے سامنے زبان نہ کھولے، ہمت وبردباری اور حکمت سے کام لے۔ اور آپ تو برکاتی ہیں، برکاتی، مفلس ونادار، روزی روٹی کا محتاج اور معاشی طور پر پریشان نہیں ہوتا ہے، سلسلہ کا فیض پہنچتا رہتا ہے، اکثر برکاتیوں کو پاک وہند میں دکھا بڑے مالدار اور خوش حال ہیں۔''

راجہ پور منڈی میں دعوت وتبلیغ

نیپال گنج اور اطراف کے سنی مسلمانوں کے خطوط ملنے کے بعد حضور شیر نیپال وہاں کے تئیں بہت متفکر تھے، جہاں سنیت کا پرچم ابھی چند ہی ماہ قبل لہرایا تھا، جہاں فتح کی منزلیں طے کی تھیں، پھر وہاں کے مسلمانوں کو بدعقیدوں نے ورغلانا چاہا، اس لئے آپ بے حد فکرمند رہنے لگے اور اسی لئے پھر بدعقیدوں کی سرکوبی اور سنیت کے تحفظ کے لئے منظری صاحب قبلہ کو چند ماہ کے لئے روانہ فرمایا یہ کہتے ہوئے کہ آپ بھی عرس مارہرہ شریف میں حاضری کے بعد وہاں تشریف لے جائیں گے۔ چنانچہ منظری صاحب کو حافظ الٰہی بخش صاحب کے ساتھ نیپال گنج دوبارہ بھیج دیا۔ حضرت منظری صاحب یہاں پہنچ کر پہلے کی طرح تندہی کے ساتھ مشن کو فروغ دینے میں مصروف ہوگئے۔ منظری صاحب کے نیپال گنج میں ورود ثانی کے تقریباً تین ماہ ہوگئے تھے اور قائد اہل سنت، امیر بزم اہل سنن، داعی کبیر حضور شیر نیپال مفتی جیش محمد صدیقی علیہ الرحمہ کی آمد بھی بہت قریب تھی، مارہرہ شریف عرس میں حاضری کے بعد نیپال گنج کا رخ کرنا اور پھر یہاں کے حالات وآب وہوا کا جائزہ لے کر منظری صاحب کے مستقل قیام کے لئے غور وفکر بھی کرنا تھا۔ منظری صاحب کے ذریعہ کون کون سے مہم سر کرنا ہے اور اس کے لئے کیا لائحۂ عمل تیار کرنا ہے، سنیت کے فروغ اور تعلیمی ومذہبی بیداری کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنے ہیں ان سب اہم معاملوں پر غور وخوض کرنا تھا۔ اب صرف دس بارہ روز مارہرہ کے عرس کی تاریخ کو رہ گئے تھے۔ شیر نیپال کے حکم کے مطابق مقررہ تاریخ میں منظری صاحب کو لکھنؤ پہنچنا

تھا، آپ ذہنی طور پر پریشان تھے کہ شام کو مغرب کی نماز میں محمود علی صدیقی جو جناب ماسٹر اسحاق صاحب کے عزیز تھے، اپنے لڑکے کی شادی کی دعوت دی اور منظری صاحب کو بھی بارات چلنے کو کہا، آپ نے پوچھا بارات کہاں جائے گی؟ کہا راجہ پور منڈی ضلع بردیا جائے گی۔ جیسے ہی کہا کہ بارات راجہ پور منڈی جائے گی، اب تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور کل ہو کر آپ اور حافظ الٰہی بخش دونوں بارات میں شامل ہو کر راجہ پور منڈی پہنچے۔ بارات کی خاطر و مدارات کے بعد نکاح کا انتظام ہوا، نکاح خوانی کے لئے منظری صاحب کو کہا گیا، آپ نکاح خوانی کے لئے کھڑے ہوئے، نکاح خوانی سے قبل لوگوں کی خواہش ہوئی کہ مختصر تقریر کر دیں، آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد مختصر تقریر کی، حافظ الٰہی بخش نے نعت رسول پیش کیا، کافی خوش ہوئے، نکاح خوانی ہوئی، مجمع میں آپ اور حافظ الٰہی بخش صاحبان عالمانہ شان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، بہت سے لوگ آپ کو نہیں جانتے تھے مگر آپ کی تقریر دل پذیر سے بہت خوش ہوئے۔ پھر مجمع سے کسی نے کہا کہ مولانا صاحب کا تعارف کرائیے۔ جناب ماسٹر اسحاق صاحب تعارف کے لئے کھڑے ہوئے تو منظری صاحب نے کہا ماسٹر صاحب آپ بیٹھ جائیے اپنا تعارف میں خود کرا دیتا ہوں پھر آپ کھڑے ہوئے، سلام کے بعد میں حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں عبد الجبار منظری ہوں، حضرت شیر نیپال نے سنیت کی تبلیغ کے لئے نیپال گنج بھیجا ہے اور ان دنوں میرا قیام مشن کے تحت نیپال گنج میں جناب ماسٹر ایم اسحاق صدیقی صاحب کی صدارت میں ہے۔''

یہ سن کر مجمع میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مولوی محمد خلیل صاحب بیڑی والے، جناب محمد اقبال صدیقی، جناب کہف الوریٰ صدیقی، جناب عبد الخالق زرگر، حاجی محمد اکبر علی رضوی، جناب محمد میاں صدیقی وغیر ہم کہنے لگے کہ حضرت لوگ آپ کو راجہ پور منڈی آنے کے لئے ۳ رجسٹری خط حضرت شیر نیپال کو بھیج چکے ہیں اور آپ تو ہم لوگوں کے گھر میں ہیں، ایک ہفتہ یا نہیں تو کم از کم دو چار دن یہاں قیام کیجئے۔ آپ نے کہا ماسٹر اسحاق صاحب سے کہئے ان دنوں میں انہیں کی صدارت میں ہوں، ماسٹر موصوف صاحب سنیت

کے لئے دردمند دل رکھتے تھے، انہوں نے کہا ان لوگوں کو جتنا وقت چاہیے دیجئے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ تو وہی مشن پورا فرمائیں آپ تو دینی مشن پر ہیں۔کل ہوکر بارات رخصت ہوگئی اور ہم لوگ رک گئے۔ مسلسل ایک ہفتہ تقریری پروگرام بوقت شب ہوتا رہا اور ان ایام میں لوگوں سے رابطہ کر کے خوب دین متین کی تبلیغ کی، لوگوں کو دین سے قریب کرتے رہے، مسلک اعلیٰ حضرت کا جام پلاتے رہے، سرکار دوعالم ﷺ کا دیوانہ بناتے رہے، چراغ عشق نبوی کا پروانہ بناتے رہے اور سنیت کا اجالا پھیلاتے رہے۔

لکھنؤ میں پڑاؤ

ایک ہفتہ راجہ پورمنڈی میں تبلیغی قیام کے بعد لکھنؤ کے لئے روانہ ہونے کی تیاری شروع کردی، جہاں قائد اہل سنت حضور شیر نیپال سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق ملاقات ہونی تھی اور پھر آپ کی معیت میں مارہرہ شریف کی حاضری اور وہاں سے پھر نیپال گنج ورود ہونا تھا۔حضرت منظری صاحب اس پورے سفر کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچتے ہیں:

''مارہرہ مطہرہ عرس کی تاریخ قریب آچکی تھی، حضرت شیر نیپال کی دی ہوئی تاریخ پر لکھنؤ پہنچنا تھا۔راجہ پورمنڈی کے مسلمانوں نے بڑی عقیدت ومحبت والہانہ جوش وجذبہ کے ساتھ ہم دونوں کو رخصت کیا، تھانہ سے حفاظتی پولیس دستہ لیا، میرا یکہ (گھوڑا گاڑی) بیچ میں تھا، حفاظتی دستہ اسلحہ کے ساتھ آگے اور پیچھے ضلع بہرائچ بھارت اور نیپال کی سرحد کستر نیا گھاٹ پر بڑے ہی جذباتی لہجہ میں آبدیدہ آنکھوں نعرہ تکبیر ورسالت کی صداؤں کے ساتھ رخصت کیا اور الوداع کہا۔ساتھ ہی ایک ایک لفافہ ہم دونوں کو دیا، راستہ میں دیکھا تو میرے لفافہ میں پندرہ سو روپے تھے اور حافظ الٰہی بخش صاحب کے لفافہ میں سات سو روپے تھے، اب تو ہم لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی، میں نے حافظ الٰہی بخش سے کہا یہ مارہرہ وبریلی کا فیضان ہے کہ ہم لوگوں کو مالدار بنادیا، اب مارہرہ وبریلی جانے کے لئے جو زادراہ کی فکر تھی، وہ ختم ہوگئی۔اس زمانہ کے اعتبار سے نذرانہ کی رقم بہت بڑی تھی، اس زمانہ میں بڑے بزرگوں کو ڈھائی تین سو سے چار سو تک اور بڑے خطیب کو دوسو

ڈھائی سو بھارتی رقم نذرانہ پیش کیا جاتا تھا، ہم لوگوں کے لئے یہ بہت بڑی رقم تھی، جامعہ حنفیہ میں اس وقت میری تنخواہ ماہانہ ۷۰ ستر روپے نیپالی تھی، اس حساب سے یہ تو تقریباً دو سال کی تنخواہ تھی۔ایک روز نیپال گنج پہنچ کر آرام کیا، دوسرے روز صبح مقررہ تاریخ پر لکھنؤ کے لئے روانہ ہو گئے، دوپہر لکھنؤ پہنچ کر قاری نور محمد نیپالی کی مسجد میں قیام کیا، دوپہر کا کھانا کھا کر ویشالی ٹرین کی آمد کے وقت ریلوے اسٹیشن چار باغ پہنچا، انکوائری آفس سے ابھی پوچھا بھی نہیں تھا کہ حضرت شیر نیپال نے میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا السلام علیکم، میں نے جواب دیا اور حضرت کو لے کر اسٹیشن والی مسجد چار باغ آئے، ہوٹل لے کر گئے حضرت نے دوپہر کا کھانا کھایا، گوشت کھانے سے احتراز کیا، یہ آپ کا احتیاط تھا، مسجد آئے جب تک حضرت قاری نور محمد نوری نیپالی اپنے مدرسہ مرکزی دار القرأت سے آ گئے، قاری صاحب موصوف حضرت قاری احمد ضیاء علیہ الرحمہ سے قرأت و تجوید کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، عصر کی نماز کی امامت کے لئے حضرت قاری صاحب نے حضرت شیر نیپال سے درخواست کی، آپ نے فرمایا میں مسافر ہوں، قاری صاحب نے کہا امام کے سلام کے بعد ہم مقتدی بغیر سلام کے اپنی نماز پوری کر لیں گے بعدۂ سلام پھیریں گے۔حضرت نے فرمایا مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدار میں اپنی نماز پوری کرنے کا مسئلہ اکثر نہیں جانتے ہیں۔قاری صاحب کے اصرار پر حضرت امامت کے لئے تیار ہوئے اور آپ نے مسئلہ بیان فرمایا کہ میں مسافر ہوں دو رکعت پر سلام پھیر دوں گا، آپ لوگ میرے ساتھ سلام نہیں پھیریں گے، اپنی دو رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے مگر اس دو رکعت میں آپ حضرات سورۂ فاتحہ نہیں پڑھیں گے، بلکہ فاتحہ پڑھنے کے مقدار خاموش کھڑے رہیں گے، پھر رکوع کریں گے اور دوسری رکعت بھی بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے پوری کریں گے یعنی مقیم مقتدی مسافر امام کی اقتدا میں بعد کی دو رکعت بغیر سورہ فاتحہ پڑھے، قیام رکوع اور سجدہ کر کے قاعدہ اخیرہ کے بعد سلام کر کے نماز سے نکلیں گے پھر اقامت کہی گئی (تکبیر جماعت) لوگ کھڑے ہونے لگے حضرت شیر نیپال نے فرمایا بیٹھ جائیں، بیٹھ کر تکبیر سننا سنت ہے۔اور وقت تکبیر کھڑا رہنا مکروہ ہے، فقہائے کرام نے حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر اٹھنے کو کہا ہے۔یہاں تک کہ حضرت مولانا عبدالحی فرنگی

محلی لکھنوی نے بھی یہی لکھا ہے ۔حضرت کی زبانی مسئلہ سن کر سارے لوگ بیٹھ گئے، اقامت کہی گئی اور حضرت نے عصر اور مغرب دووقت کی امامت فرمائی۔‘‘

مارہرہ مطہرہ کی حاضری

مغرب کی نماز ادا کی، حضرت قاری نور محمد صاحب نے عشائیہ کا اپنی طرف سے انتظام کیا تھا، دسترخوان لگا اور سب عشائیہ اور نماز عشا سے فراغت کے بعد رات کی ٹرین سے مارہرہ کے لئے روانہ ہوگئے، صبح بوقت فجر مارہرہ شریف اسٹیشن ٹرین پہنچی، اسٹیشن کی مسجد میں نماز فجر ادا کی گئی ۔ بعدہٗ خانقاہ برکاتیہ معلیٰ کے لئے اس عقیدت ومحبت کے ساتھ روانہ ہوئے کہ امام عشق ومحبت امام اہل سنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے جب خانقاہ میں حاضری دی تھی تو انداز والہانہ، عقیدت ومحبت سے سرشار، آل نبی اور اولاد رسول کا خاص پاس ولحاظ اور احترام ساری باتیں، انداز حاضری پیش نظر تھا۔ دوشبانہ روز خانقاہ معلیٰ میں حضرت کا قیام رہا، اختتام عرس کے بعد حضور احسن العلماء سے اجازت لے کر بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے، ایک شب آستانہ اعلیٰ حضرت کے مہمان خانہ میں قیام رہا، صبح حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے، آپ کی خدمات جلیلہ سے آگاہ تھے، اس لئے آپ نے حضرت شیر نیپال کو بہت دعاؤں سے نوازا۔

نیپال گنج میں شیر نیپال کی دوسری آمد

مارہرہ مطہرہ اور بریلی شریف حاضری کے بعد حضرت شیر نیپال نے نیپال گنج کا رخ کیا اور پھر منظری صاحب کے ساتھ نیپال گنج کے لئے روانہ ہوگئے۔ بریلی شریف سے نیپال گنج کے سفر کے احوال منظری صاحب کے قلم سے ملاحظہ کریں:

’’پھر ہم لوگ بزرگان مارہرہ وبریلی کے فیوض وبرکات لئے حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کے سایہ میں نیپال گنج آگئے، حضرت شیر نیپال کا قیام ماسٹر محمد اسحاق صدیقی کے دولت کدہ پر رہا، لوگوں کا ہجوم حضرت کی زیارت اور ملاقات کے لئے لگا رہا۔ اس مرتبہ

حضرت نے صرف دوشب قیام فرمایا، حالات کا جائزہ لیا، لوگوں میں دینی امنگ دیکھ کر عمائدین شہر کی درخواست پر حضرت شیر نیپال نے مجھے کچھ شرائط کے ساتھ شہر نیپال گنج میں قیام کی اجازت دے دی۔ میں نے عرض کی حضرت آپ دعاؤں سے نوازتے رہئے گا، آپ کا مشن تبلیغ اہل سنت اور تحفظ عقائد اہل سنت کامیاب ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ اور میں پوری کوشش کروں گا کہ اہل سنت وجماعت کی عبادت گاہ اور درسگاہ پر بدمذہبوں کا جو غاصبانہ قبضہ ہے، اسے بے دخل کر کے حاصل کیا جائے اور حق دار کو پہنچایا جائے۔ حضرت شیر نیپال کو پھر یہاں کے مسلمانوں نے پہلے ہی کی طرح ادب واحترام اور والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہا، سبھوں کی آنکھیں نم تھیں، اپنے قائد کی جدائی کا غم آنکھوں سے چھلک رہا تھا، حضرت ٹرین سے جنک پور کے لئے روانہ ہوگئے اور میں نیپال گنج آکر اپنے مشن میں لگ گیا۔

نیپال گنج میں فتح کا طبل

منظری صاحب شہر نیپال گنج اور اطراف میں پوری تندہی کے ساتھ حضور شیر نیپال علیہ الرحمہ کے کھینچے ہوئے خطوط اور بنائے گئے پروگرام ومنصوبہ کے مطابق دین وسنیت اور مسلک کی اشاعت وتبلیغ اور عوام اہل سنت کے رشد وہدایت کا فریضہ انجام دینے لگے، لوگوں کو وعظ ونصیحت کے ذریعہ دین وسنیت کے قریب سے قریب کرتے گئے اور لوگ دیوانہ وار، مثل پروانہ دین کے لئے اپنی مالی قربانی پیش کرتے رہے، اپنے بچوں کو دینی تعلیمات کے لئے آپ کے پاس بھیجنے لگے، دین کی باتیں سیکھنے کے لئے آپ کے ارد گرد جمع ہونے لگے، بزرگوں کی محبت کا جو چراغ مدھم ہوگیا تھا وہ پھر روشن ہونے لگا، بد مذہبوں نے جو خرافات بھولے بھالے مسلمانوں کے ذہن میں ڈال دیا تھا، وہ اب زائل ہونے لگے، دیوبندیوں کے لئے جو کچھ جگہ ان کے لئے دلوں میں تھی، وہ ختم ہوچکی تھی، مسلک اعلیٰ حضرت اور سنیت کے حوالے سے جو شکوک وشبہات کا زہر انہیں پلایا جاچکا تھا، عشق مصطفیٰ اور عقیدت مسلک اعلیٰ حضرت کے تریاق نے اسے بے اثر کردیا اور اب متصلب سنی بن گئے اور پھر کیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے سنیت کا غلبہ ہوا، مسلک

اعلیٰ حضرت کا علم بلند ہوا، سنیت کا نور ہر سو پھیل گیا، بچہ بچہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدائی ہو گیا، اعلیٰ حضرت کا فدائی ہو گیا، شیر نیپال کا احسان مند ہو گیا، منظری صاحب کا باوفا رفیق بن گیا، شہر آپ کے ساتھ تھا، ارباب حکومت کی تائید تھی، بزرگان دین کا روحانی فیضان تھا، ماں باپ کی دعاؤں کا سایہ تھا، محسن ملت حضور شیر نیپال کی برکات تھیں، ان کی پشت پناہی تھی، دعا نیم شبی تھی، سرکار مارہرہ کی روحانی طاقت تھی، اعلیٰ حضرت کا کمال تھا اور نیپال گنج واطراف کے مسلمانوں کا دین کے تئیں جوش وجذبہ اور لگاؤ تھا، ہر طرف اب سنیت کا آواز ودبدبہ تھا۔ اب شہر نیپال گنج میں اہل سنت کی کئی ایک مساجد، مدارس وجامعات، مکاتب وتربیت گاہ اور انجمن وفلاحی تنظیمیں ہیں، جہاں سے دعوت وتبلیغ، احقاق حق، ابطال باطل، رشد وہدایت، تعلیم وتدریس اور سماجی خدمات انجام دیئے جاتے ہیں اور تقریباً سینتالیس سالوں سے اس شہر ومضافات کو حضرت منظری صاحب اسلام وسنیت کے گلشن کو مہکا رہے ہیں اور اسلام کے خوبصورت باغ کو پہنچ رہے ہیں اور تا ہنوز حضور شیر نیپال کے مشن کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔

اعزاز وایوارڈ

آپ کی سیاسی، سماجی اور مختلف نوعیت کے کارناموں کی وجہ سے ۲۰۷۲ بکرمی عالمی ادارۂ حقوق انسانی انسیک کی جانب سے پرکاش کا فلے ایوارڈ اور پچاس ہزار نیپالی نقد کا انعام اور اعزازی توصیف نامہ سے نوازا گیا۔ اس موقع پر سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس نے آپ کی خدمات وکارناموں کو سراہتے ہوئے نیپال کے شیر ببر جیسے اعلیٰ لقب سے یاد کیا تھا۔ اس کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی تنظیموں نے کئی ایک ایوارڈ واعزازات پیش کئے ہیں۔ ایوارڈ کے حوالے سے جب میں نے موبائل فون پر گفتگو کی تو آپ نے فرمایا جو ایوارڈس اور اعزازات مجھے حکومتی، غیر حکومتی، ملکی اور غیر ملکی تنظیموں کی طرف سے تعمیری، سماجی، سیاسی اور معاشرہ میں امن وآشتی اور آپسی رواداری قائم رکھنے جیسی خدمات کے اعتراف میں دیئے گئے ہیں ان کی تعداد تقریباً ۱۷ رہیں۔

جس وقت حقوق انسانی نیپال کے چیئرمین مسٹر انوپ راج شرما نے سدھار ہوٹل کے

ہال میں کثیر تعداد میں موجود افسروں، کالجز و یونیورسٹیز کے پروفیسرز، سیاسی رہنماؤں، وکلا، صحافی، الیکٹرانک میڈیا اور دیگر ارباب خرد کی موجودگی میں سابق چیف جسٹس نے جو کلمات توصیفی وحوصلہ بخش کہے تھے، ان سے منظری صاحب کی اہمیت ومقبولیت اور قدر و قیمت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کلمات والفاظ کچھ اس طرح ہیں:

آپ لوگ صرف مولانا عبدالجبار منظری کو جانتے ہیں اور میں تو انہیں ان کے کاموں کی وجہ سے جبر بھی کہتا ہوں اور نیپال کا شیر ببر بھی کہتا ہوں۔ آپ حضرات خلوص سے کام کریں، آپ کے کاموں کا موازنہ ہوگا اور اپنے کام کی وجہ سے آپ بھی اس ایوارڈ کے حق دار ہو سکتے ہیں۔ آپ میں سے کسی نے سوچا بھی نہ ہوگا کہ اتنا بڑا ایوارڈ ایک مولانا کو ملے گا، جو پورے ملک سے منتخب کر کے سال میں صرف ایک شخص کو ان کی خدمات کی وجہ سے دیا جاتا ہے، بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ اس سال کا ایوارڈ کس کو دیا جائے اور کن خدمات کی بنا پر دیا جائے؟ منظری صاحب نے تعلیمی، تعمیری، سماجی، سیاسی اور امن وامان شانتی، آپسی رواداری کے میدان میں بہت کام کیا ہے جس کا ثمرہ آپ حضرات کے سامنے ہے، آپ حضرات کام کریں اور منظری صاحب کا مقام حاصل کریں۔

تاثرات مشائخ کرام

(۱) مولانا عبدالجبار منظری میں ان کے نام کی تاثیر ہے، انہوں نے مجاہدانہ کام کیا ہے، نیپال میں مجاہد اہل سنت ہیں (مفتی اعظم کانپور، مفتی رفاقت حسین)

(۲) سرکار سید سالار مسعود غازی کے پڑوسی ملک نیپال میں اللہ تعالیٰ نے منظری کو غازی اہل سنت پیدا کیا ہے، اس غازی کو بلائے میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ (شیخ الاسلام مدنی میاں)

(۳) شیر نیپال کا شیر مجھے کھڑے ہو کر خطاب کرنے پر مجبور کر دیا اب میں کھڑے ہو کر تقریر کروں گا۔ (سید شاہ اصغر میاں کچھوچھہ شریف)

اللہ تعالیٰ نے ایک منظری عطا فرمایا ہے، اگر دو منظری عطا فرما دے تو وہابیت و

دیوبندیت کا جنازہ ملک نیپال سے نکال دوں گا۔ (حضور شیر نیپال)

قلمی کاوشیں

(۱) مختلف موضوعات وعناوین پر مقالہ جات (۲) نقوش حیات شیر نیپال

محاسن واوصاف

حضرت منظری صاحب قبلہ کے اخلاق وکردار مثل آئینہ صاف وشفاش ہیں، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں پر شفقت وپیار کے گلہائے معطر بکھیرنا، آپ کی پہچان، گفتگو میں مٹھاس، کردار میں اعتدال، زبان میں چاشنی، غریب پرور، مسکین نواز، عبادت گزار، پابند صوم وصلوٰۃ، عاشق رسول، محب اعلیٰ حضرت، اسیر سرکاران مارہرہ اور شیدائی اولیاء امت ہیں۔ وطن کے وفادار و معمار، قوم کے مصلح وخیر خواہ، حق کے موید، باطل سے متنفر، دین کے سپہ سالار، اخوت ویکجہتی کے ترجمان، امن وآشتی کے پرچارک، رنجش وحسد سے پاک، میان دوستاں لطیف ومہربان، میان بدعقیداں برق بار، حق بیں، حق گو، خلوص وفا کے پیکر، صبر ورضا سے مزین اور ضعف ونقاہت کے باوجود دین وملت اور قوم ووطن کی فلاح وبہبود اور تعمیر وترقی کے لئے مسلسل جہد کرتے رہتے ہیں۔

حلیہ: مسکرتا چہرہ، ساؤں لا رنگ، طویل القامت بڑی اور مجاہدانہ مونچھیں، یک مشت سے قدرے زائد سرخ ریش، قدرے دھنسی آنکھیں، ہتھیلی کچھ سخت (قلت گودا کے سبب) دونوں ہاتھ لمبے، سینہ نہ زیادہ کشادہ اور نہ زیادہ تنگ، لباس کرتا پائجامہ، گمچھا اور سر پر نیپالی ٹوپی

فہرست

تاثرات	3
حیات وخدمات	5
پیدائش	7
نام ونسب	7
القاب وآداب	7
بسم اللہ خوانی	8
تعلیم	8
فراغت	9
بیعت	9
تدریسی خدمات	9
نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب	11
دینی ملی وسماجی خدمات	14
نیپال گنج میں شیر نیپال اور فاتح نیپال گنج کی خدمات	18
شیر نیپال کی خدمت میں وفد	21
نیپال گنج کے لئے منظری صاحب کا انتخاب	22
منظری صاحب کی نیپال گنج کے لئے روانگی	23
اہالیان نیپال گنج سے شیر نیپال کا تعارف	25
فتح کی پہلی منزل	26
شیر نیپال کی آمد	27
منظری صاحب کا مستقل قیام نیپال گنج میں	29
راجہ پور منڈی میں دعوت وتبلیغ	32
لکھنؤ میں پڑاؤ	24
مارہرہ مطہرہ کی حاضری	36
نیپال گنج میں شیر نیپال کی دوسری آمد	36
نیپال گنج میں فتح کا طبل	37
اعزاز وایوارڈ	38
تاثرات مشائخ کرام	39
قلمی کاوشیں	40
محاسن واوصاف	40
حلیہ	40